Vol. II
No. 24



Tuesday,
21st September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

Note :—* At the commencement of the speech denotes confirmation not received.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1955

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Tuesday, the 21st September, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR].

QUESTIONS AND ANSWERS.

(See Part I)

L. Bill No. XXXVII of 1954, the Hyderabad Municipal Corporations Bill. 1954.

The Minister for Local Govt. & Education (Shri Gopal Rao Ekbote): Sir, I beg to introduce L.A. Bill No. XXXVII of 1954, the Hyderabad Municipal Corporations Bill, 1954.

Mr. Speaker : The bill is introduced.

Resolution re : Pattas of Lands on which Penalties have been Imposed for Unauthorised cultivation

శ్రీ ఎ. రామచంద్రారెడ్డి : (రామాయంపేట)—మిస్టర్ స్పీకర్ సర్, ఈ శాసనసభ ఎదుట నిన్నటినుంచి ఒక అనధికార తీర్మానము మీద చర్చ జరుగుతోంది. ఈ సందర్భములో నేను నాయొక్క అభిప్రాయములను యీ శాసన సభ దృష్టికి, ఈ ప్రభుత్వ దృష్టికి తేదలచుకొన్నాను. ఈ సమస్య చాలా ముఖ్యమైన సమస్య. హైదరాబాదు సంస్థానములో ౪౦ లక్షలమంది హరిజనులు వెనుకబడిన జాతులవారు వున్నారు. వారికి సంబంధించిన జీవన్మరణ సమస్య ఇది. ఈ సమస్యపై, ఈ తీర్మానముపై యీ శాసనసభలో ఉన్నటువంటి ట్రెజరీ బెంచిలమీద కూర్చున్న వారు ఎందుకు మాట్లాడటములేదో అర్థము కావటములేదు. ఇంతవరకూ, ఎప్పుడుకాని, తీర్మానములు వచ్చినపుడు, బిల్లులు వచ్చినప్పుడు, రెండుపైపులా ఉండేవారు ఎక్కువ మాట్లాడు తుంటారు.

श्री. व्ही. डी. देशपांडे (अिप्पागुडा) :—हमारे सामने चर्चा के लिये जो प्रस्ताव अभी आया है वह अेक अहम प्रस्ताव है और कनसर्न्ड मिनिस्टर यहां नहीं पाये जा रहे हैं ताकि वे हमारे तकरीरें का जवाब दे सकें । अिसलिये वे यहां पर रहे तो मुनासिब होगा ।

శ్రీ ఎ. రామచంద్రారెడ్డి :—ఇలాంటి ముఖ్యమైన సమస్యపై మాట్లాడుతున్నప్పుడు, హైదరాబాదు మంత్రివర్గములో పదహారుగురు మంత్రులున్నప్పటికీ, యీ సమస్యకు సంబంధించిన మంత్రి అయినా ఇక్కడ వుండక పోవటం విచారకరమైన విషయం.

శ్రీ జె. వి. ముత్యాలరావు :—ముఖ్యమంత్రిగారు ఇక్కడ వున్నారుగదా, ఇంకా ఎవరు వుండాలి ?

శ్రీ ఎ. రామచంద్రారెడ్డి :—ఈ సమస్యకు సంబంధించిన మంత్రి అయినప్పటికీ ఇక్కడ వుండకపోవటాన్ని, ప్రభుత్వ దృష్టికి తీసుకురావలసిన అవసరం ఎంతైనా ఉన్నది. ఈ సమస్యకు సంబంధించిన, యీ తీర్మానమునకు సంబంధించిన మంత్రిగారు ఇక్కడ ఉండటం అవసరం అని నేను స్పీకరు దృష్టికి తెస్తున్నాను.

श्री. रूक्माजी घोंडीबा पाटील (आष्टी) :—स्पीकर सर, यह जमीन का मसला होने के कारण अभी यहां जो तकरीरें की जा रही हैं, वह यदि हिंदी या अुर्दू मे हों तो ज्यादा मुनासिब होगा क्योंकि हमें अुसे समझने की ख्वाअीश है। मै अुन्हे रोक नहीं रहा हूं लेकिन यह अेक रिक्वेस्ट (Request) है।

شری اے - رامچندرا ریڈی :— مسٹر اسپیکر سر - میں کنفیوژن (Confusion) میں پڑ گیا - میں تلگو میں تقریر کرنا چاہتا تھا لیکن بعض ارکان کی خواھش ہے کہ میں اردو یا ھندی میں کہوں - اس لئے میں اردو میں بولنے کی کوشش کرونگا -

اس ریزولیوشن پر ایوان میں کل سے بحث ہو رہی ہے - میں نے دیکھا کہ کل سے ٹریژری بنچز پر بیٹھنے والے صرف ایک آنریبل ممبر نے اس پر تقریر کی - یہ مسئلہ حیدرآباد اسٹیٹ کے ۴۰ لاکھ ھریجنوں اور شیڈولڈ کاسٹس سے متعلق ہے - اور ٹریژری بنچز پر ۳۷ رزرو ایم - ایل - ایز ھیں - لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا نہ اس سے اتفاق کیا اور نہ اختلاف - میں پورے حیدرآباد اسٹیٹ کی حد تک تو نہیں کہتا صرف تلنگانہ کے بارے میں کہونگا - تلنگانہ کے ۸ اضلاع میں تقریباً ۵ - ۶ لاکھ ایکر اراضی پر ھریجن اور شیڈولڈ کاسٹس کے لوگ ۵ - ۶ سال سے قبضہ کر کے کاشت کر رہے ھیں - حکومت انہیں بید خل کرنے کی ممکنہ کوشش کر رھی ہے - ان کی فصلیں اور جائداد منقولہ - غیر منقولہ سب ضبط کرلیکر انہیں پریشان کر رہی ہے - اس بارے میں ھاؤس میں یہ ریزولیوشن پیش ہونے پر بھی ٹریژری بنچز پر بیٹھنے والے ارکان اس سے متعلقہ اراکین اپنی رائے اتفاق یا اختلاف میں کچھ کہیں -

پولیس ایکشن سے پہلے اور پولیس ایکشن کے بعد ھریجنوں نے لاکھوں ایکر زمین پر قبضہ کر کے کاشت کر رہے تھے - وہ از خود قبضہ نہیں کئے تھے بلکہ میں آپ کو یاد دلانا چاھتا ہوں کہ سنہ ۱۹۴۷ - ۴۸ ع میں حیدرآباد پردیش کانگریس کمیٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے یہ اپیل کی تھی کہ پرمپوک اور خارج کھاتہ و گائران اراضیات پر قبضہ کرلیں - یہ مطالبہ صرف پردیش کانگریس کا ھی نہیں تھا بلکہ مختلف پارٹیاں کمیونسٹ پارٹی اور کسان سبھا وغیرہ بھی اس مطالبہ میں ان کے شریک تھے - آٹھ اضلاع تلنگانہ میں ھریجنوں نے ایسی اراضیات پر قبضہ کیا اور اپنی محنت سے ان اراضیات کو قابل کاشت بنایا اب جب کہ وہ ان اراضیات

سے فائدہ اٹھا رہے تھے اون کو دو سال سے بیدخل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے جو ویلوڈی حکومت کے زمانے میں ریوینیو منسٹر تھے ایک سرکیولر جاری کیا تھا لیکن اوس سرکیولر کے مطابق مقامی عہدہ داروں نے اون لوگوں کے نام پر پٹہ نہیں کیا۔ جب اس پر عمل نہیں کیا گیا ہے تو چیف منسٹر صاحب ٹیننسی بل لانے کے متعلق اعلان کئی مرتبہ کئے تھے۔ کانگریس کی طرف سے اس قسم کا بل لانے کا وعدہ انہوں نے کئی مرتبہ پبلک جلسوں میں کیا تھا اون کے ان بیانات کو سنکر ملک کے بڑے بڑے زمینداروں نے جن کے قبضہ میں ہزارہا ایکر زمینات تھیں اپنے متعلقین کے نام پر پٹہ کرانا شروع کردیا حتی کہ جو بچے جھولوں میں تھے ان کے نام بھی ایسی اراضیات کا پٹہ کیا گیا ہے۔ حکومت نے اس قسم کے فرضی پٹوں کو ماننے کے لئے سرکیولر جاری کیا۔ موجودہ چیف منسٹر صاحب جب ویلوڈی کیابینٹ میں تھے اوس وقت کے جاری کردہ احکامات چار سال گذر جانے پر بھی آج تک ہیں اس پر عمل نہیں کیا گیا حالانکہ وہ بحیثیت چیف منسٹر اس پر سیریس ایکشن (Serious action) لے سکتے ہیں۔ تو پھر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس پر کیوں ایکشن نہیں لیتے۔ جس چیز کو حکومت نے چار سال پہلے خود تسلیم کیا تھا اور اس کے بارے میں احکام جاری کئے تھے لیکن آج اون احکام پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور ہریجن کسان بیدخل کئے جارہے ہیں۔ جب ویلوڈی حکومت میں کانگریس کے چار وزراء تھے تو کئی مقامات پر ان لوگوں نے زمینات تقسیم کئے ہیں۔ کلکٹروں اور تحصیلداروں کو زبانی حکم دیا تھا جس کی بناء پر کلکٹر تحصیلدار اورگرداورکئی مقامات پر زمینات تقسیم کئے ہیں اور اون اراضیات پر گذشتہ چار پانچ سال سے وہ لوگ کاشت کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں یعنی تین چار مہینے پہلے ریونیو ڈپارٹمنٹ سے ایک سرکیولر جاری کیا جاتا ہے کہ ١٠ فیصدی سے بنچرائی کی اراضیات کم ہوں تو چاہے کوئی چار پانچ سال سے کاشت کیوں نہ کر رہے ہوں ایسی اراضیات سے بیدخل کیا جائے۔ ان کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو ضبط کیا جائے۔ اس کے بعد تلنگانے کے اکثرگاؤں سے رپورٹیں وصول ہورہی ہیں کہ ہریجن و شیڈولڈ کاسٹ کے لوگ پریشان کئے جارہے ہیں۔ سرکیولر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ١٩٥٢ع سے پہلے سے وہ لوگ تحریری اجازت کی بناء پر قبضہ کرکے کاشت کر رہے ہیں تو ایسے لوگوں کے نام پر پٹہ کیا جاسکتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ جنرل الکشن کے زمانے میں کانگریسی منسٹر جب دورے پر جاتے تھے تو کلکٹروں اور تحصیلداروں کو زبانی احکام دیا کرتے تھے اور ان کی بناء پر قبضے دئے گئے ہیں۔ ایسی صورت میں تحریری اجازت کہاں سے مل سکتی ہے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے اور سرکیولر میں لکھا گیا ہے کہ باضابطہ تحریری اجازت سے قبضہ کرکے کاشت کر رہے ہوں تو ان کے نام پٹہ کیا جاسکتا ہے۔ میں کہونگا کہ یہ خلاف قانون بات ہے اور نا انصافی پر مبنی ہے۔

[*Shri Annarao Ganamukhi (Chairman) in the Chair*]

اس لئے میں خواهش کرونگا که دو مہینے پہلے ریوینیو ڈپارٹمنٹ سے جو سرکیولر جاری کیا گیا ہے وہ منسوخ کیا جائے - اور باضابطہ اجازت سے یا بلا اجازت جو کاشت کر رہے ہیں ان کے نام پٹہ کرکے آئندہ کے لئے یہ احکام جاری کئے جائیں کہ بلا اجازت کاشت نہ کریں اور جو لوگ اجازت حاصل کرکے کاشت کریں ان کے نام پٹہ کیا جائے -

میں عرض کرونگا کہ متصلہ صوبجات آندھرا و مدراس وغیرہ میں بھی ۱۰ فیصد بنچرائی نہیں رہتی ہے - گنٹور یا کرشنا کے کسی گاؤں میں بھی جا کر آپ خود دیکھئے یا وہاں سے رپورٹ منگوائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک ایکر زمین بھی بنچرائی کے لئے نہیں رہتی ہے - اس لئے میں کہونگا کہ جو لوگ کاشت کر رہے ہیں ان کے نام پٹہ کرنا چاہئے - آج حیدرآباد اسٹیٹ میں لاکھوں ایکڑ زمین افتادہ ہے - ضلع حیدرآباد میں ۹ لاکھ ایکر زمین قابل کاشت ہے جس میں سے صرف ۱.۲ لاکھ ایکر زمین پر کاشت ہو رہی ہے - مابقی ۷ لاکھ ایکڑ زمین افتادہ ہے - حیدرآباد مستقر سے اگر آپ سنگا ریڈی - محبوب نگر یا نلگنڈہ کی طرف جائیں تو آپ کو لاکھوں ایکر افتادہ زمین نظر آئیگی - اس قسم کی اراضیات کو حکومت بے زمین لوگوں کو کاشت کے لئے کیوں نہیں دیتی - ضلع حیدرآباد میں اعلی حضرت بندگان عالی کی ۲۰ ہزار ایکر زمین ہے - اس میں سے انکی ذاتی کاشت میں کتنی زمین ہے ، کیا آپ بتا سکتے ہیں - کتنی زمین قولداروں کے نام پر ہے - اور کتنے ایکر افتادہ ہے - جب ہم یہ پوچھتے ہیں تو اسکا جواب نہیں دیا جاتا - اس ۲۰ ہزار ایکر زمین میں سے ایک ایکر پربھی نہ انکی ذاتی کاشت ہے اور نہ قولداروں کے نام پر ہے بلکہ افتادہ پڑی ہوئی ہے - وہ اس ۲۰ ہزار ایکر زمین کو فروخت کرکے اپنے خزانے میں کروڑوں روپیہ جمع کرنا چاہتے ہیں - دنیا کے بڑے بڑے دولتمندوں میں اعلحضرت بندگان عالی کا شمار ہوتا ہے تو کیا آپ انکی یہ زمین لیکر بے زمین کسانوں میں نہیں تقسیم کر سکتے -

اعلحضرت بندگان عالی نے تین ہزار ایکر اراضی بھودان یگنیہ کےلئے دئے ہیں ؛ تعلقہ ابراہیم پٹن میں اسکو نلہ کنچہ اور یرا کنچہ کہتے ہیں - بھودان یگنیہ کی طرف سے وہ زمین ابھی تک تقسیم نہیں کی گئی ہے - اسیطرح حیدرآباد ضلع میں ویلمنڈو نامی ایک گاؤں ہے جہاں دو ہزار ایکر زمین چراگاہ کے نام سے مختص کی گئی ہے ؛ اس میں بڑے بڑے جاگیردار - نواب - وغیرہ شکار کے لئے آتے تھے - اس میں کئی باؤلیاں ہیں اس چراگاہ کو شکارگاہ بنا دیا گیا ہے - حکومت حیدرآباد لاکھوں روپیہ جدید باؤلیاں کھدوانے اور کنٹے بنوانے پر صرف کررہی ہے لیکن جس زمین میں کئی کئی باؤلیاں ہیں اوسکو کاشت کےلئے تقسیم نہیں کرتی - ویلمنڈو کی زمین میں کئی باؤلیاں ہیں وہ زمین افتادہ پڑی ہوئی ہے - ریوینیو منسٹر چونکہ فارسٹ منسٹر بھی ہیں اسلئے ایسی زمینات کو محصورہ میں شامل کر رہے ہیں - میں اکثر مواضعات کو جا کر دیکھا ہوں کہ جنگل میں جس قسم کے درخت ہونا چاہئے وہاں ایک بھی نہیں ہے ایسی اراضیات کو محصورہ میں لا کر جنگل اگانا چاہتے ہیں تو یہ نا ممکن بات ہے - اسکے محصورہ

میں شامل کرنے کی بجائے اچھا ہوگا اگر بے زمین لوگوں میں ایسی اراضیات کو تقسیم کردیں -

تلنگانہ کسان سبھا نے اپنی کانفرنس میں جو چیز طے کی ہے اوسکو چیف منسٹر صاحب اور ریوینیو منسٹر صاحب کے علم میں لانے کے لئے یہ طے کیا گیا تھا کہ ایک پر امن مورچہ کی صورت میں کسان آکر واقعات کا اظہار کریں اور اپنے مطالبات بیان کریں - حیدرآباد کسان سبھا کے آٹھ اضلاع کی کمیٹیوں نے ہینڈ بل (Hand Bill) چھاپا اور پر امن طریقہ پر ایک مورچہ لانے کی کوشش کی اسکی رپورٹ تلنگانے کے تمام اضلاع کے ڈی - ایس - پی اور کلکٹروں سے حکومت کو مل گئی - اس سے حکومت گھبرا جاتی ہے - شری وی - ڈی - دیشپانڈے کو اور مجھے ہوم منسٹر صاحب بلواتے ھیں - ہم انکو اطمینان دلائے کہ یہ جو لوگ آئینگے وہ پر امن طریقہ پر آئینگے اس سے فضا کے خراب ہونے کا اندیشہ نہیں ہے لیکن ہوم منسٹر صاحب نے کہا کہ ہندو مسلم فساد نہ پیدا ہوجائے - ہم نے اون کو یقین دلایا کہ اس میں ہندو مسلم فساد کا کوئی خطرہ نہیں ہے - اس میں ہندو بھی شامل ہیں اور مسلمان بھی شامل ہیں - انہوں نے ہندو مسلم فساد کا احتمال بتلایا - ہم نے اون کو یقین دلایا کہ تلنگانہ کے مختلف اضلاع سے جو لوگ آرہے ہیں اون میں ہندو اور مسلم دونوں شامل ہیں - وہ لوگ ہندو مسلم زندہباد کے نعرے لگاتے ہوئے آئینگے - اس سلسلہ میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی - انہوں نے اوس وقت تو تشفی بخش جواب دیا لیکن بعد میں کیا ہوا معلوم نہیں - بعد میں ہوم منسٹر صاحب مجھے اور شری لکشمی نرسھوان ریڈی کو جو اس ہاؤس کے ایک آنریبل ممبر ہیں اور کسان سبھا کے صدر ہیں بلاتے ہیں - اور ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ اس وقت اون لوگوں کو روک دیجئے - مزید ایک مہینہ کی مہلت دینگے - تاوان وصول نہ کرنے کے متعلق اور بیدخل نہ کرنے کے متعلق.......

منسٹر فار ہوم - لا اینڈ ری‌ہیبلیٹیشن (شری دگمبر راؤ بندو) :- یہ بالکل غلط ہے - میں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا تھا -

شری ایے - راجندرا ریڈی - میں اس اسمبلی کے فلور سے اس طرح کہہ رہا ہوں اور ایک ذمہ‌دار ہوم منسٹر بھی ایسا کہہ رہے ہیں - کن کو سچ سمجھا جائے اور کن کو جھوٹ سمجھا جائے اس وقت عرض نہیں کرسکتا - میرا پورا جواب سننے سے پہلے ہی ہوم منسٹر صاحب نے اٹھکر یہ کہدیا ہے - انہوں نے یہ یقین دلایا تھا کہ چیف منسٹر اور ریونیو منسٹر کی توجہ میں اس چیز کو لاکر آرڈرس جاری کراؤنگا - میرے کہنے سے پہلے ہی اٹھکر ہوم منسٹر نے کہدیا ہے - انہوں نے یہ کہا تھا کہ چیف منسٹر اور ریوینیو منسٹر سے مشورہ کے بعد اس قسم کے آرڈرس دلاؤنگا - اس کا یقین دلایا گیا تھا - پھر اوس کے بعد ہم چیف منسٹر صاحب سے ملتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس

قسم کے جلوس نہیں آنے دینگے - هم دفعه (۱۴۴) لگائینگے - هم جو کچھ بولنا چاهتے تھے وہ نہیں سننا چاهتے تھے - ریوینیو منسٹر صاحب نے ایک هینڈبل بتا کر کہا کہ یہ آپ کیا کررہے هیں - انہوں نے وهاں جو الفاظ کہے هیں میں اون کو اس ایوان میں نہیں دھراؤنگا - اوس هینڈ بل کو نلگنڈہ کسان کمیٹی نے جاری کیا تھا جس کے صدر اس ایوان کے ایک آنریبل ممبر شری کے - وی - رام راؤ هیں - شری کے - رامچندرا ریڈی اوس کے معتمد عمومی هیں شری دھرما بھکشم بھی اوس کے رکن هیں - شریمتی اروٹلا کملا دیوی بھی رکن هیں اس طرح سات آٹھ لوگ اوس کمیٹی کے رکن هیں - ایسے لوگوں کی جانب سے جو هینڈ بل نکالا گیا اوس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ غنڈوں نے نکالا ہے - انہوں نے اس قسم کے اور دوسرے الفاظ جو استعمال کئے هیں میں اس ایوان کے سامنے کہنا مناسب نہیں سمجھتا - لیکن یہ کہونگا کہ جب اس قسم کا مورچہ لایا جاتا ہے تو اوس کے متعلق اس قسم کی پالیسی اختیار کرنا غیر صحیح ہے - هم اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتے - حکومت کا یہ رجحان رجعت پسندانہ رجحان ہے - هم نے تلنگانہ کے نو اضلاع کے ڈسٹرکٹ کمیٹیوں اور تعلقہ کمیٹیوں کے نام ایک سرکیولر بھیجا کہ حکومت کا رجحان اس قسم کا ہے اس وقت مورچہ لانا مناسب نہیں - اس طرح مختلف کمیٹیوں کے نام سرکیولر بھیجنے کے باوجود بھی اس قسم کے انتظامات کرنے کے باوجود بھی کل حیدرآباد کے اطراف سے ابراهیم پٹن سے دو هزار کسان حیات نگر آئے هیں - عنبر پیٹھ میں پندرہ سو اور نرسا پور تعلقہ سے دو هزار کسان آئے هیں -

ایک آنریبل ممبر :— یہ جھوٹ ہے -

شری اے - رامچندرا ریڈی :— غلط ہے یا سچ ہے میرے ساتھ جو دوسرے لوگ هیں انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے - اون لوگوں سے آپ پوچھ سکتے هیں - میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا هوں کہ خود گورنمنٹ کے لوگ جھوٹ بولتے هیں -

شری جے - رام ریڈی (نلگنڈہ - عام) :— یہ بالکل جھوٹ ہے میں خود وهاں گیا تھا دو سو کسان بھی نہیں تھے -

شری اے - رامچندرا ریڈی :— سی - آئی - ڈی کی رپورٹ کو مدنظر رکھ کر آپ کہہ رہے هونگے - آپ حیات نگر جائیے اور وهاں لوگوں سے دریافت کیجئے - تعلقہ نرساپور سے بہادر پلی کتنے لوگ آئے بہادر پلی خود جا کر وهاں کے لوگوں سے دریافت کیجئے -

مسٹر چیرمن :— آپ اصل ریزولیوشن پر کہنا چاهتے هیں تو کہہ سکتے هیں لیکن دفعہ (۱۴۴) کے تعلق سے نہیں کہہ سکتے -

شری اے - رامچندرا ریڈی :— اس مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے تلنگانہ کے مختلف اضلاع سے هریجنوں اور شیڈولڈ کاسٹ کے لوگ آرہے هیں - اس مسئلہ میں حکومت کی

جانب سے پابندیاں عائد کرنے کے باوجود بھی دفعہ (۱۴۴) نافذ کرنے کے باوجود بھی ہزارہا لوگ آتے ہیں - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک برننگ پرابلم ہے - اس کے متعلق فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے - دفعہ (۱۴۴) صرف حیدرآباد اور سکندرآباد کی حد تک ہی عائد کئے جانے کے متعلق اخباروں میں تھا مگر ہم معلوم کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد و سکندرآباد کے اطراف ۱۰ میل کے فاصلہ میں جو گاؤں ہیں وہاں بھی یہ لاگو ہے - وہاں (۴) لوگ مل کر نہیں کھڑے ہوسکتے - کسان سبھا کا ایک دفتر حیدرآباد میں ہے اوس کے سامنے صبح سے شام تک ۱۰ کانسٹیبل اور سی - آئی - ڈی - کے جوان کھڑے ہوتے ہیں - دفتر کے اندر جو لوگ جاتے ہیں اور دفتر میں سے جو لوگ باہر آتے ہیں اون کا نام وغیرہ نوٹ کیا جاتا ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کیوں اس قسم کی رجعت پرستانہ پالیسی اختیار کررہی ہے - ضلع نلگنڈہ میں کبھی بھی کسی جگہ ہندو مسلم فساد نہیں ہوا - گلبرگہ اور نظام آباد میں فسادات ہونے کے باوجود نلگنڈہ کے بارہ سو مواضعات میں کہیں بھی فساد نہیں ہوا - مگر اس کے باوجود گزشتہ ایک مہینے سے نہ صرف مستقر نلگنڈہ بلکہ ضلع نلگنڈہ کے بارہ سو مواضعات میں یہ دفعہ عائد کیا گیا ہے - اور کرفیو بھی لگایا گیا ہے - چار لوگ ملکر گاؤں کے باہر نہیں جا سکتے - یہ دفعہ دس دن تک وہاں لاگو کیا جاتا ہے - نلگنڈہ سے ہزارہا لوگ یہاں آنے والے تھے اوس کو مدنظر رکھ کر ڈی - ایس - پی اور کلکٹر نے نہ معلوم کس قسم کی رپورٹ پیش کی کہ حکومت نے اس طرح کا دفعہ عائد کیا - ہم نے ہوم سکرٹری اور ہوم منسٹر سے ملاقات کی اور اون کی توجہ میں یہ چیز لائی - انہوں نے یقین دلایا - لیکن اس کے باوجود اس میں مسلسل چار مرتبہ توسیع کی جاتی رہی - پہلی مرتبہ جب نافذ کیا گیا تو ہم نے ہوم سکرٹری اور ہوم منسٹر سے ملاقات کی - انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ مزید دفعہ ۱۴۴ اور مدت کے لئے نافذ نہیں کیا جائیگا - تعلقدار یا ڈی - ایس - پی - کے پاس جانے کے لئے ہم کو مشورہ دیا گیا تھا -

ایک آنریبل ممبر :— کیا یہ ریزولیوشن سے متعلق ہے -

شری اے - رامچندرا ریڈی :— متعلق ہے - کیونکہ دفعہ (۱۴۴) کبھی بھی کسی حکومت کے زمانہ میں پورے ضلع کے بارہ سو مواضعات پر عائد نہیں کیا گیا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے ہوم منسٹر اس کا جواب دیں -

شری دگمبر راؤ بندو :— کمیونسٹ پارٹی کا موومنٹ تو حال ہی میں شروع کیا گیا ہے -

شری اے - رامچندرا ریڈی :— مجھے اس کا جواب دیں کہ ضلع نلگنڈہ کے بارہ سو مواضعات میں کیوں اس طرح کا دفعہ عائد کیا گیا - اسکی وجوہات کیا ہیں - راج پرمکھ نے پرسوں دو مہینے کی اس میں توسیع کی - کیا نلگنڈہ میں ہندو مسلم فساد کا اندیشہ تھا یا اور کونسا اندیشہ تھا جس کے تحت یہ دفعہ عائد کیا گیا ہے - میں کہونگا کہ

کسانوں کے مورچہ کو روکنے کے واسطے ۔ عوامی تحریک کو کچلنے کے واسطے آپ نے اور آپ کی حکومت نے رجعت پرستانہ اور فسطائی طریقہ اختیار کیا ۔ یہ میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں ۔ میں آخر میں یہی کہونگا کہ اس مسئلہ کو پر امن طریقہ پر حل کرنے کے لئیے حکومت اور خاصکر ریونیو منسٹر غور فرمائیں ۔ یہ لاکھوں انسانوں کا مسئلہ ہے ۔ اس کے لئیے ایک کمیشن قائم کیا جائے اوس میں آفیشیل اور نان آفیشیل ممبروں کو لیا جائے اور اس ایوان کے جتنی پارٹیاں ہیں اون کو اوس میں نمائندگی دی جائے ۔ تب ہی اس مسئلہ کو پر امن طریقہ پر حل کیا جاسکتا ہے ۔ ہوم منسٹر ۔ ریوینیو منسٹر اور چیف منسٹر صاحب کے پاس ریپریزنٹیشن کرتے وقت کہا گیا تھا کہ ایسی اراضیات اون کے نام پٹہ کیا جائے تو حکومت کو ۱۰ لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوگی ۔ میرا عرض کرنا یہی ہے کہ گزشتہ چار پانچ سال کے عرصہ میں پردیش کانگریس کی اپیل پر یا کسی دوسری پارٹی کی اپیل پر جن لوگوں نے ایسی اراضیات پر کاشت کی ہے اون کے نام وہ اراضیات پٹہ کی جائیں ۔ اور آئندہ بلا اجازت کاشت نہ کرنے کے متعلق سخت سے سخت اقدام کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں کوئی کمیشن نقرر کیاجائے تاکہ اس مسئلہ کو پر امن طریقہ پر حل کیا جا سکے ۔

श्री. तुलसीराम दशरथ कांबले (अुदगीर-महफूज) :—मिस्टर स्पीकर सर, आज अिस हाअुस में जमीनात का मसला अेक रेजोल्यूशन के द्वारा पेश हुआ है। अुस पर बहस करते हुअे ऑनरेबल मेंबर्स ने अपनी राय जाहिर की और साथ ही साथ यह भी कहा गया कि कोअी भी कॉंग्रेस अेम. अेल. अेज. जो रिजर्व्हड सीटस् से आते हैं वे अपनी जबान नहीं खोलते। जब भी हरिजनों का मसला पेश होता है तो यह आवाज अुठाअी जाती है कि कॉंग्रेस के जो हरिजन अेम. अेल. अेज. हैं अुनकी तरफ से कोअी कार्यवाही नहीं होती। जब कभी अैसे सवालात या कार्य पेश होते हैं तो यही आवाज अुठाअी जाती है। यह जमीनातका मसला भी आपके सामने पेश है। मैं कहता हूं कि पांच साल पहले कॉंग्रेस आर्गनायजेशन के द्वारा जनता के सामने यह मसला आया था। अुन्होंने कहा था कि हरिजनों को सुधारना हो तो अुनकी आर्थिक परिस्थिति ठीक करनी होगी। अुस मसले को लेकर अिस जमाने में जो लोकप्रिय गवर्नमेंट है, हमारे कॉंग्रेस के अेम. अेल. अेज. ने अेक अपील द्वारा अिस गवर्नमेंट के सामने मेमोरंडम पेश किया। गवर्नमेंट ने मान लिया था कि बहुत जल्द हरिजनों की आर्थिक परिस्थिति सुधारने के लिये जमीनात तकसीम की जायेंगी। अिस मसले को लेकर अुन्होंने अेक सर्क्यूलर निकाला। अुसमें यह था कि जो लोग तीन साल से गवर्नमेंट की जमीनात पर काबीज हैं अुनका कब्जा न हटाया जाय। अिसके अनुसार बहुत जगह जमीनातका पट्टा किया गया। जो लोग बगैर अिजाजत के काबीज थे, लेकिन दो तीन साल से काबीज थे, अुन पर तावान आयद किया गया था। जब ये शिकायतें पेश हुअीं तो सर्क्यूलर आठ और नौ रद्द कर के सर्क्यूलर दस निकाला गया। अुसमें हिदायत दी गअी थी के जो लोग अेक साल पहले से जमीनात पर काबीज हैं अुनके नाम पट्टा किया जायेगा। ठीक अुसके अनुसार पिछले साल जो लोग जमीनात पर काबीज थे या जो अुस पर अनाज अुगा रहे थे या अुस पर काश्त किये थे या गल्ला ज्यादा अुगाव स्कीम के तहत काश्त किये थे अुनके नाम से पट्टा करने की स्कीम बनाअी गअी थी। मेरे जिल्हे में (मतदारसंघमें) दस फीसद जमीन

गायरान के लिये छोड कर दो हजार अेकड जमीन हरिजनों में तकसीम की गअी। अुसका कुछ पट्टा भी हुआ है और बाकी का पट्टा होनेवाला है। अिस ढंग से स्टेट भर में नव्वद हजार अेकड जमीन तकसीम हो चुकी है। अिसके बाद तीन या साढेतीन लाख अेकड जो जमीन दस फीसद को छोडकर बचती है अुसका भी पट्टा किया जानेवाला है। अिस तरह सरकार जमीन का मसला हल करने-वाली है। यह अब की बात नहीं है। बल्कि बहुत दिन पहले से गवर्नमेंट अिस मसले को हल करने की कोशिश कर रही है।

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair*]

दूसरा मसला यह है कि गायरान की जो दस फीसद जमीन छोडी जा रही है वह भी न छोडी जाय बल्कि यह दस फीसद जमीन भी पट्टेपर दे दी जाय। मुझे मालूम है कि मराठवाडे के अिलाके में दस फीसद जमीन गायरान के लिये न निकाल ली जाय तो फिर कोअी जमीन नहीं बचती। लेकिन अिसका क्या असर पडता है वह भी हमें देखने की जरूरत है। जिन लोगों के पास कुछ गाय, बैल, बकरियां वगैरा हैं, वह कहां चरायेंगे? अिसलिये दस फीसद जमीन के मामले को न छूआ जाय। क्योंकि यह अमर भी काबिले गौर है जैसे कि अेक गांव में सिर्फ पांच सौ अेकड जमीन है तो दस फीसद के हिसाब से जो जमीन छोडी जाती है अुसके बाद वहां दस बीस अेकड जमीन बचती है। गांवके वह हरिजन जिनके पास कुछ जानवर होते हैं वहां अपने जानवरों को खडा करते हैं। अब गांव में हरिजनों से यह कहा जाता है कि तुम लोगों को हुकूक मिले हैं और तुम अेट्टी और बेगार नहीं करते अिसलिये हमारे खेत पर भी मत आओ, और न जानवरों को खडा करो। अिस लिहाज से चाहे हरिजन हो या बॅकवर्ड क्लासेस का हो अिन लोगों को अपने जानवर चराने में तकलीफ होगी। अिसके अलावा जब भी हरिजनों का मसला आता है या अैसे ही दीगर मसायल आते हैं तो कॉंग्रेसके अतिरिक्त दूसरी पार्टीज के लोग हरिजनों से हमदर्दी जताते हैं। अुनके सामाजिक जीवन के अन्य मसायल पर दूसरी पार्टीज अितनी दिलचस्पी नहीं लेते। सिर्फ अिसी मसले पर दिलचस्पी ले रहे हैं लेकिन मैंने आज तक दूसरी किसी पार्टीज के किसी मेंबर को नहीं देखा कि वह हरिजनों के साथ भोजन करते रहे हैं, या अुनको अन्य सुविधाअें दी हैं जैसे अेकसाथ पानी भरना, हजामात बनाना वगैरा वगैरा। अेक मतालिबा अिस रेजोल्यूशन में यह भी किया गया है कि जबानी शहादत हो तो अुनके नाम पट्टा कर दिया जाय लेकिन बहुत से अनसोशल अेलीमेंटस अैसे हैं जिनका हाथ हरिजनों के पीछे रहता है। वह पट्टा कराने के नाम पर रिश्वत लेते हैं और कअी जगह मां के नाम पर बाप के नाम पर भाअी और भांजे के नाम पर पट्टेजात हो गये हैं। आपको मालूम होगा कि जब अैसी कमेटियां बनेंगी तो क्या होगा। मैं किसी ऑनरेबल मेंबर पर अेतराज नहीं कर रहा हूं बल्कि सामाजिक जीवन में जो नये काम करनेवाले पैदा हुअे हैं, और जो लोग अिस प्रकार फील्ड में आये हैं वे अैसा ही करेंगे। वे अैसा कह सकते हैं कि आपको जमीन चाहिये तो आअिये, दरखास्त दीजिये, हम आपको जमीन दिलाते हैं, अिस ढंग से वे काम करेंगे। अिसलिये कमेटियां बनाकर जमीन बांटना ठीक नहीं है। हो सकता है कि पटेल-पटवारी और दीगर अफसर रिश्वत लेते हों अुसकी छानबीन होनी चाहिये। लेकिन कमेटियां बनाअी जायें तो अुससे भी ज्यादा रिश्वत का बाजार गर्म होगा। मैं यह नहीं कहता कि किसी पटेल पटवारियों को रिश्वत देना चाहिये, लेकिन मैं चाहता हूं कि संबंधित मिनिस्टर अिस पर तवज्जेह दें और अिन बुराअियों को खतम करें।

अितना कहकर मैं अर्ज करूंगा कि जो भी अिस रेजोल्यूशन के द्वारा मांगें की गअी हैं, वह गलत हैं। अिसलिये मैं चाहता हूं कि अिस रेजोल्यूशन को वापस लिया जाय।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— اس ڈسکشن کو ہمیں ۴ بجکر ۱۰ منٹ تک ختم کرنا ہے۔

* شری کے - وینکٹ رام راؤ (چنا کونڈور) :— یہ ریزولیوشن بالکل صاف سیدھا ہے۔ لیکن اسکو کئی طریقوں سے الجھانے کی کوشش کیجارہی ہے۔آپ تمام لوگوں کو یاد ہوگا کہ جون کے مہینے کے آخر میں صدر پردیش کانگریس نے ایک ریپریزنٹیشن (Representation) ریوینیو منسٹر کے پاس پیش کیا جسکے نتیجہ کے طور پر ۲۹ - جون سنہ ۱۹۵۴ع کو ایک سرکیولر نکالا گیا - اسکے رفلیکشنس (Reflections) نہ صرف تلنگانے میں بلکہ سارے ملک میں ہوئے جسکو آنریبل منسٹر کہتے ہیں کہ ملک کے امن میں خلل پیدا کرنے کی کوشش کیجارہی ہے - اسلئے وہ دفعہ ۱۴۴ کی آڑ لے رہے ہیں - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی کو چوہا کاٹا تھا کہ اتنے سب لوگ گاؤں سے آرہے ہیں۔ انکو ساڑے بارہ روپیہ بھتہ ملتا ہے اور نہ ٹی - اے - ڈی - اے ملتا ہے۔ تو پھر کیوں آرہے ہیں - میں اسکی پوری پوری ذمہ داری منسٹر صاحب پر عائد کرتا ہوں۔ ہمارے سامنے پورے گشتیات ہیں۔ جنوری سنہ ۵۲ع سے لیکر آج تک کے پورے گشتیات ہیں - لیکن ۲۹-۶- جون سنہ ۵۴ع کی گشتی سے غریبوں کے حقوق تلف ہورہے ہیں جسکی وجہ سے ہمیں یہ ریزولیوشن لانا پڑا - اور اسی وجہ سے ہزارہا کی تعداد میں گاؤں سے لوگ آرہے ہیں۔ کریمنگر اور نلگنڈہ کے کھیت مزدور ریپریزنٹیشن کرنے کے لئے آنا چاہتے ہیں تو انہیں روکا جارہا ہے - اس سلسلہ میں ایسے آنریبل ممبرس جو قانون سے دلچسپی رکھتے ہیں اور گشتیات پڑھنے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ پورے گشتیات میں گشتی نشان ۲ میں ان اتھارائزڈ کلٹیویشن (Un-authorised cultivation) کو بھی ویالیڈیٹ (Validate) کیا گیا ہے اور ان لوگوں کے نام پر پٹہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے - یہ کنسیشن (Concession) اس میں ہے - اس میں حکومت نے صاف طور پر یہ وعدہ کیا تھا کہ اس سلسلہ میں لبرل پالیسی (Liberal policy) اختیار کرینگے - چاہیے پہانی پترک میں اندراج ہو یا نہو اکچویل پوزسسر (Actual possessor) کے نام پر پٹہ کیا جائیگا - لیکن ۲۹ - ۶ - ۵۴ع کو یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ فیصل پٹی میں اسکے نام کا اندراج نہو تو وہ مالک نہیں ہوسکتا - یہ صدر پردیش کانگریس کمیٹی کی گل افشانی کا نتیجہ ہے - اور اسی لئے یہ احکام نکالے گئے ہیں - ہم گشتی نشان ۱۶ بابتہ ۵۲ع کے تحت یہ ڈیمانڈ نہیں کررہے ہیں کہ جتنی بھی بنجرائی کی زمینات ہیں وہ تمام لوگوں کو پٹہ پر دیجائیں۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی میں آنریبل ممبر کو دعوت دیتا ہوں۔ بلکہ گشتی نشان ۲ اور ۱۶ کے لحاظ سے جہاں بھی دس فیصد سے کم گائران کی زمین ہے لیکن وہاں حالات کے لحاظ سے لوگوں نے قبضہ کرلیا ہے اور کاشت کرنا شروع کئے ہیں سرمایہ لگایا ہے تو انہیں بحال رکھا جائے - چنانچہ اس حقیقت کو مانتے ہوئے حکومت نے گشتی نشان ۱۶ نافذ کی - جہاں کہیں گائران کی زمین پر بھی رعایا کاشت کررہی

ہے اسکو بیدخل نہیں کیا جانا چاہئے ۔ انکے نام پٹہ کیا جائیگا ۔ اس لئے اب دائیں ہاتھ سے دیکر بائیں ہاتھ سے چھین لینے کی جو پالیسی ہے اس پر ہمیں اعتراض ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو حقوق دئے گئے ہیں انکا تحفظ کیا جائے۔ اب ۲۹ - جون سنہ ۱۹۵۴ع کی گشتی کے نفاذ کے بعد ان لوگوں کی حالت غیر مطمئن ہوگئی ہے - بعض مقامات پر تو ایسا ہوا ہےکہ لوگوں نے تو رقم ادا کی ہے لیکن پٹیل پٹواریوں نے کاغذات دیہی میں اسکا عمل نہیں کیا ۔ گو کہ ان سے تاوان کی رقم وصول کیگئی ہے لیکن اسکا اندراج نہیں ہوا ۔ لیکن آنریبل منسٹر کا منصفانہ نقطہ نظر دیکھئے کہ فیصل پٹی میں اسکا داخلہ نہ ہو تو اسکو نکال باہر کرینگے ۔ جو اسٹانڈنگ کراپس (Standing crops) ہیں انکو ختم کیا جائیگا ۔ یہ کیا ظلم ہے اس پر ہاؤس غور کرے ۔

یہاں پر جو چیز خاص طور پر بتلانے کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حقوق دیکر انہیں پھر چھین رہے ہیں ۔ خارج از کھاتہ اور بنچرائی کے جو لوگ ہیں انکا نام نہیں ہے تو انکو آپ ناجائز قرار دینگےاور انہیں بیدخل کرینگے ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ انکا جو اسٹیٹس کو(Status quo)ہے اسکو مینٹین (Maintain) کیا جائے چاہے وہ غلط ہو یا صحیح ۔ گشتی ۱۶ کو منسوخ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے حقوق پر حملہ ہوا ہے۔ ۱۹۰۲ع میں جو حالات تھے اور اس وقت جو گشتیات تھے انکو بحال رکھئے ہمارا یہ صاف سیدھا مطلب ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ نظام کی جو زمینات ہیں انکا پٹہ کیا جائے۔ انکو تقسیم کرنا ہے یا نہیں وہ دوسری بات ہے۔ لیکن آج ہم یہ کہتے ہیں کہ جو حقوق انہیں دئے گئے ہیں ان پر حملہ نہ کیاجائے اس حملہ کی لوگ تاب نہیں لاسکینگے ۔ آپ یہ صورت نہ نکالیں کہ آپکے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر لوگ مجبور ہوجائیں۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ گشتی نشان ۱۶ کے تحت لوگوں کی زبان بند کرینگے۔ جو سابقہ پوزیشن ہے اسکے متعلق اب بھی اوس طرف کے آنریبل ممبرس کو غلط فہمی ہورہی ہے۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے ملپا کولور صاحب ورت پردھان اسکا ریپریزنٹیشن کئے ہیں اور خارج کھاتہ اور پرمپوک لینڈ پر جو لوگ کاشت کررہے ہیں انہیں دھکہ مارکر نکالدیا جائیگا ۔

ممکن ہے اس کے بعد دوسرے لوگوں کو پٹہ دینگے تو اس طرح کووں کو مار کر چیلوں کو ڈالنے کی کیا پالیسی ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں ۔ مختلف گشتیات جاری ہوتی ہیں ۔ ایک گشتی دوسری گشتی کی نفی کرتی ہے ۔ یہ کیا قانون ہے؟ یہ کیا عمل ہے ؟ ہم چاہتے ہیں کہ آج جو اسٹیٹس کو ہے اسی کو برقرار رکھا جائے ۔ جو لوگ اسٹرگل پیریڈ (Struggle period) میں اراضیات پر قبضہ کرلئے ہیں ان سے آپ انتقام لینا چاہتے ہیں ۔ ہم جس کمیٹی کا مطالبہ کررہے ہیں

اس میں کانگریس پارٹی کے ارکان بھی رہینگے - دوسرے لوگ بھی رہینگے اور مزید گڑ بڑ نہوسکیگی - اور آئندہ بنچرائی کی زمینات پر کوئی مداخلت نہوگی - ۲ • ع کی جو گشتی نشان ۱۶ ہے اور جو جون کی گشتی ہے اس کے قبل کے لوگوں کو برقرار رکھنے کا مطالبہ ہے - کمیٹی تمام برائیوں اور الٹ پلٹ کو روک سکتی ہے - اس سے قبل یہاں بیوروکریسی (Bureaucracy) پر انحصار تھا - مختلف احکامات پر الگ الگ عمل کیا گیا - اور لوگوں نے کچھ مطالبہ کیا تو دفعہ ۱۴۴ نافذ کردیا گیا - پھر سلپا کلور صاحب رپریزنٹیشن ....

श्री.शेषराव माधवराव वाघमारे (निलंगा) :—१० फीसद गायरान के लिये जमीन रहनी चाहिये जिसके बारेमेंआपका क्याखयालहै ?

شری کے - وینکٹ رام راؤ :— ۱۰ فیصد زمین رکھنا چاہتے ہیں - لیکن اس سے زائد جو زمین ہے جس پر لوگ کاشت کررہے ہیں اس میں انہوں نے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے باؤلیاں بنالی ہیں - ٹیلے صاف کیا ہے - محنت مشقت کی ہے بعض صورتوں میں ۱۲-۱۴ سال سے قابض ہیں ان کا کیا ہوگا - کہیں ایسا ہے کہ تالاب کے نیچے تری اراضیات ہوتی ہیں ان تری زمینات کے درمیان تھوڑا سا قطعہ بنچرائی کا آجاتا ہے - اس پر کوئی کاشت کردیتا ہے - اس کے اس سب کو بیدخل کرنا انیائے ہے - ہمیں یہاں امر واقع شدہ کے اصول کے لحاظ سے غور کرنا چاہئیے - میں ایوان کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنیکی دعوت دیتا ہوں - اسلئے کہ حیدرآباد پر کونسی قیامت آگئی ہے کہ ایسا کرنا ضروری ہوگیا ہے - اگر اوس جانب کے آنریبل ممبرس اس بارے میں کچھ شبہات رکھتے ہیں تو انہیں اس کے ازالہ کا موقع ہے - میں پھر سے استدعا کرونگا کہ مسئلہ کو سمجھنے میں پیچیدگیاں نہ پیدا کی جائیں - ۱۹۵۲ ع سے آج تک کی گشتیات اٹھاکر دیکھئیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ریوینیو منسٹر صاحب نے کیا کارگزاری کی ہے - میں امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائیگا -

شری سری ہری گنڈاوار ایڈوکیٹ (کنوٹ) :— مسٹر اسپیکر سر - ہاؤس میں جو ریزولیوشن زیر بحث ہے اس کے چھ اجزا ہیں - میں ان میں سے پانچوں جزو سے اتفاق کرتا ہوں اور مابقی کی مخالفت کرتا ہوں - میں کل سے سنتا آرہا ہوں آنریبل ممبرس کہتے ہیں کہ ہم امن اور اصول کے ساتھ زمینات کی تقسیم کرنا چاہتے ہیں - جب " امن اور اصول " کو مانتے ہیں تو میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اراضیات کا مسئلہ خود گورنمنٹ کی جانب سے حل ہورہا ہے - اور اس میں امن اور اصول کی اہمیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے - سیاسی آزادی کے حصول کے بعد معاشی ڈھانچہ کو اونچا کرنا بہت اہم کام تھا - چنانچہ گورنمنٹ زمینات کے مسئلہ کے بارے میں کوشش کررہی ہے - اور پٹہ کی اراضیات - غیر پٹہ کی اراضیات، غیر مقبوضہ اراضیات سب کے بارے میں حکومت کی جانب سے گشتیات جاری ہوتے

رہے ہیں ۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ جوتنے والے کو زمین ملے ۔ اس کو تیقن حاصل ہو اور آسانی کے ساتھ اس کے نام زمین کا پٹہ ہو ۔ اس کو ساری ممکنہ سہولتیں ملیں ۔ اسی لئے آئے دن قانون بنتے جارہے ہیں ۔ میں ایوان کے سامنے اعداد پیش کرنا نہیں چاہتا ۔ البتہ یہ بتلاؤنگا کہ ضلع عادل آباد خاص طور پر شیڈولڈ ٹرائیبس ۔ اور شیڈولڈ کاسٹس اور بیا ک ورڈ کلاسس کے لئے ھی مختص ہے ۔ نہ صرف اب بلکہ پہلے زمانہ سے یہی چلا آرہا ہے ۔ وہاں اراضیات کسی دوسرے آدمی کو نہیں ملتیں ۔ جو شخص لینڈ لس ہو یا جس کی اراضی کم ہو اور جو زراعت پیشہ ہو اسی کو ھی اراضی دی جاتی ہے ۔ ہم ان سہولتوں کے ساتھ ھی آگے بڑھ رہے ہیں ۔ حکومت جب یہ سب کچھ امن کے ساتھ ھی کررھی ہے تو میں نہیں سمجھتا نقض امن کون کررہا ہے ۔ اور یہ جزو اول ان سے متعلق ھوتا ہے ۔ جن اشخاص نے واقعی طور پر احکام اور قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور بلا اجازت اراضیات پر قبضہ کرلیا ہے ان پر تاوان عائد کیا گیا ۔ اب یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس تاوان کو معاف کیا جائے اور زمینات ان ھی لوگوں کے نام پٹہ کردئے جائیں ۔ اگر اس طرح قانون کی خلاف ورزی کو کشتی کے ذریعہ جائز قرار دیدیں توھم کوئی قانون ھی نہیں بنا سکینگے ۔ اور قانون بنائیں تو ظاھر ہے کہ ھر شخص انکی خلاف ورزی کریگا ۔

جزو دوم یہ ہے کہ جن لوگوں پر قانون کی خلاف ورزی میں تاوان عائد کیا گیا ہے وہ انہیں واپس کیا جائے ۔ یہ مطالبہ بھی جائز نہیں ہے ۔ جب آپ اصول کے ساتھ ھی چلنا چاھتے ہیں تو یہ بے اصولی اور غیر قانونی حرکت کرنے والوں کے ساتھ آپ کو ھمدردی کیوں ہے ؟ کیا یہ صحیح ھمدردی ہے ؟ بلکہ میں یہ کہونگا کہ یہ حرکت ملک میں انتشار کا باعث ھوگی ۔ اگر واقعی طور پر آپ اور ھم ملکر امن اور اصول کے ذریعہ کام کرنا چاھتے ہیں تو اصول اور قانون کو مدنظر رکھنا ھی چاھئیے ۔

تیسرے جزو میں یہ بتلایا گیا ہے کہ گائران بلا لحاظ اس کے کہ موضع میں ۱۰ فیصد اراضی باقی رھتی ہے یا نہیں ان کے قابضین کے نام پٹہ کردیا جائے ۔ میں سمجھتا ھوں کہ محرک ایک بڑے دائرے کو چھوڑ کر چھوٹے دائرہ کو مستفید کرنا چاھتے ہیں ۔ کسی موضع میں گائران کی زمین سو دیڑھ سو ایکر ھوتی ہے اگر اس کو تقسیم کردیا جائے تو یہ زیادہ سے زیادہ ۶ ۔ ۷ لوگوں کے نام پٹہ ھوسکیگی ۔ اور اس طرح پٹہ کرنے کے نتیجے کے طور پر پورے گاؤں کے لوگوں کو ان کے جانور چرانے میں تکلیف ھوجائیگی ۔ گائران باقی رکھا جانا ضروری ہے ۔ اس طرح یہ جزو دور اندیشی پر مبنی نہیں ہے ۔

چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ خواہ ریکارڈ میں نام ھو یا نہو زبانی طور پر دیکھتے ھوئے پٹہ کردیا جائے ۔ ھم دیکھتے ہیں کہ ریکارڈ میں نام ھونے کے باوجود اس کے خلاف بحث ھوتی ہے ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ زبانی بیانات پر تصفیہ کرکے تقسیم کا عمل کردیں ۔ یہ بھی اصول کے خلاف ہے ۔ پہانی پترک میں عمل ھو تو وہ قابل لحاظ ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ بعض مرتبہ پہانی پترک میں بھی غلط عملیات ھوتے ہیں لیکن اس طرح کی ایک دو مثالوں سے کوئی عام اصول نہیں بنایا جاسکتا ۔

میں ریزولیوشن کے محرک صاحب کو مشورہ دونگا کہ وہ اپنا ریزولیوشن واپس لے لیں ۔

منسٹر فار اکسائز، فاریسٹس اینڈ ریوینیو (شری کے ۔ وی ۔ رنگاریڈی) :— مسٹر اسپیکر سر ۔ جملہ تقریروں کو سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اکثر ممبروں نے گشتیات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے ۔ ان زمینات کے تعلق سے حکومت کیا کررہی ہے اس سے متعلق کچھ غلط فہمی میں مبتلا ہیں ۔ اس لئے میں پہلے یہ عرض کرونگا کہ پانچ بجے ووٹ کے لئے رکھنے کے بجائے چھ بجے ووٹ کے لئے رکھا جائے تو مناسب ہوگا تاکہ میں اس پر کافی روشنی ڈال سکوں ۔ ریزولیوشن کو صرف مناسب یا نا مناسب کہدینے سے تشفی نہ ہوسکیگی کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عام بیچینی کے پیدا ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے ۔ اس لئے میں ہر اعتراض کا جواب دینے سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہیدی طور پر اراضیات کے تعلق اسکی پوری کیفیت بیان کردوں تاکہ آئندہ کے مباحث کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

اراضیات انعامات کے علاوہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک قسم تو وہ ہے جو رعایا کے پٹہ میں ہے ۔ دوسری قسم خارج کھاتہ اراضیات ۔ تیسری قسم اراضیات پرمپوک ۔ چوتھی قسم اراضیات گائران ۔ پانچویں قسم اراضیات صحراء ۔

پہلی قسم سے یہاں بحث نہیں ہے کیونکہ اوس کا تعلق ٹیننسی ایکٹ سے ہے کیونکہ جو اراضیات پٹہ پر دی گئی ہیں اون سے اس ریزولیوشن کا تعلق نہیں ہے ۔ اون کو پٹہ داروں سے چھیننا اور غریبوں میں تقسیم کرنا اس کا تعلق قانون لگانداری سے ہے اس لئے پٹہ کی اراضیات یہاں خارج از بحث ہیں ۔

اس کے بعد دوسرے چار قسم کے زمینات باقی رہ جاتے ہیں ۔ وہ چار قسم کے زمینات ایسے ہیں جن کو حکومت نے بے زمین اشخاص اور خاصکر ہریجن اور بیک ورڈ کلاسس اور بے زمین غریبوں میں تقسیم کرنے کا تہیہ کی ہے ۔ احکام یہ دئے گئے ہیں کہ اس سال کے زراعتی سال کے ختم ہونے سے پہلے جملہ ایسی اراضیات ان لوگوں میں تقسیم کی جائیں اور ایک انچ بھی زمین باقی نہ رہنے پائے ۔ تاکہ آئندہ زمین کے تعلق سے کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو ۔ یہ احکام دئے گئے ہیں ۔ میں یکے بعد دیگرے اون احکام کو سنا دونگا ۔

اس کے بعد یہ کہا گیا کہ حکومت ایک ہاتھ سے تو دیتی ہے مگر دوسرے ہاتھ سے واپس لے لیتی ہے ۔ زمینات دینے کے احکام جاری کئے گئے ہیں اور بعد میں منسوخ کردئے گئے ہیں ۔ میں معزز ارکان سے یہ خواہش کرونگا کہ وہ بتائیں کہ کونسی زمین دی گئی تھی اور دینے کے بعد واپس لی گئی ہے ۔ اگر وہ ایسی مثالیں بتائیں تو میں ان کے تعلق سے صریح احکام جاری کرونگا ......

شری کے ۔ وینکٹ رام راؤ :- ہم نے کہا ہے کہ لوگ لئے ہیں جس کو آپ قانون کے ذریعہ جائز قرار دیئے ہیں . . . .

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :- میں نہیں جانتا کہ جو زمینات دئے گئے ہیں اون کو چھیننے کے لئے کوئی احکام جاری کئے گئے ہیں ۔ ہم نے جتنے زمینات دئے ہیں اون کو چھیننے کے لئے کوئی حکم ہم نے نہیں دیا ہے ۔ بلکہ بلا اجازت کے جو زمینات لوگوں نے قبضہ کئے تھے اون کو بھی ہم نے جائز قرار دیا ہے ۔ مہربانی کر کے قبل از وقت اعتراض نہ کیجیئے بلکہ سمجھنے کی کوشش کیجیئے ۔

خارج کھاتہ اراضیات کے متعلق ہم نے یہ احکام دئے ہیں کہ دیدہ ودانستہ یا نادانستہ طور پر قبضہ کئے ہیں تو اون کا پٹہ کردیا جائے ۔ گائران ۔ پرمپوک اور صحراء کے اراضیات کے متعلق بھی ہم نے یہی احکام دئے ہیں ۔ خواہ اجازت سے قبضہ کیا گیا ہو یا بلا اجازت ۔ اجازت کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی کیونکہ پولس ایکشن کے بعد سے سیاسی پارٹیوں کے نام سے کمیونسٹوں کے تشدد کا کچھ زمانہ گزرا ۔ اوس زمانے میں بیچینی رہی اور امن و امان خطرے میں رہا ۔ اوس زمانے میں کاشت کئے ہوئے لوگوں کا باوجود اس کے کہ خلاف قانون قبضہ کیا گیا ہے پھر بھی ہم نے یہ قرار دیا کہ چاہے قبضہ کسی قسم کا ہو انکے نام پٹہ کرنا چاہئیے ۔ رضاکار دور کے زمانے میں جو قبضے کئے گئے ہیں اوس کا بھی پٹہ کیا جائے ۔ اوس کے بعد کے قبضوں کے متعلق بھی احکام قائم یہ رکھے گئے ہیں ۔ البتہ گائران کی حدتک ۱۰ فیصد سے زیادہ رقبہ ہو تو پٹہ کرنیکا اگر ۱۰ فیصدی سے کم ہو تو عوام کے فائدہ کے لئے بیدخل کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ اس ایک چیز کے متعلق ہم نے احکام دئے کہ ایسی زمینات کا پٹہ نہیں کیا جاسکتا ۔ میں پوچھنا چاھتا ہوں کہ وہ کونسی زمین لی گئی ۔ اگر اس کے علاوہ کسی کے ناجائز قبضہ سے یا جائز قبضہ سے ہم نے کوئی زمین نکال لی ہے تو بیشک گنا ھگار ہیں ۔ کہا گیا کہ ہم غریبوں کا نقصان کررہے ہیں ۔ کیا غریبوں کو فائدہ پہنچانے کا ٹھیکہ آپ لوگوں نے ہی لیا ہے ۔ گشتی نشان (۲) سنہ ۲ ۵ ع کے حوالے سے کہا گیا کہ اسکی رو سے زمین دی گئی تھی لیکن بعد کی گشتی کی رو سے زمینات واپس لی جارہی ہیں ۔ ایسا کہاں ہے ۔ بعد کی گشتی میں تو یہ ہے کہ گشتی نشان (۲) بابتہ سنہ ۲ ۵ ع کی پوری پوری تعمیل کی جائے ۔ اس منشاء کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں ہے ۔ گشتی نشان (۲) میں یہ لکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا چاروں قسم کی زمین میں سے کسی زمین پر قبضہ ہو تو قابض کے نام پٹہ کرنا چاہئیے ۔ البتہ گائران جہاں ۱۰ فیصد سے کم ہو تو ویسی صورت میں پٹہ نہیں کرنا چاہئیے ۔ گشتی نشان (۲) کی پابندی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے ۔

گائران کے متعلق ہم نے ایسا حکم کیوں دیا ۔ یہ اعتراض جو کیا گیا ہے وہ محض تجربہ نہ ہونے سے کیا گیا ہے یا قانونی احکام سے لاعلمی کی بناء پر کیا گیا ہے ۔ کہا گیا کہ ۱۰ فیصدی کا ایک حیلہ نکالا گیا ہے ۔ ایک آنریبل ممبر دو سو سال پہلے کا تذکرہ کررہے تھے لیکن میں دو سو سال پیچھے جانا نہیں چاھتا ۔ حال کے واقعات آپکے

سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس خصوص میں کیا احکام تھے - بذریعہ گشتی محکمہ مال نشان (۱) سنہ ۱۳۲۶ف یہ احکام اجرا ہوئے تھے کہ مواضعات میں گائران کے لئے ۲۰ فیصد رقبہ مختص کرنا چاہئے اوسکے علاوہ جتنا بھی رقبہ قابل کاشت ہو لاؤنی کے لئے اٹھانا چاہئے - ۲۰ فیصد سے گائیران میں کمی ہوتو تکملہ پرمپوک اراضیات سے کرنا چاہئے - یہ پابندی صرف تلنگانے میں نہیں بلکہ مرہٹواڑہ میں پہلے سے تھی - ۲۰ فیصد موضع کے جملہ رقبے سے نہیں بلکہ قابل کاشت زمین کا ۲۰ فیصد - پھر بذریعہ گشتی نشان (۱۳) سنہ ۱۳۳۳ف یہ احکام اجرا ہوئے کہ آئندہ کے لئے گائیران کا رقبہ ۱۰ فیصد سے کم اور ۱۵ فیصد سے زیادہ مقرر نہیں ہونا چاہئے - یہ احکام اسلئے دئے گئے ہیں کہ ۲۰ فیصد سے زیادہ پہلے سے ہوتو برقرار رکھا جائے لیکن جدید طور پر مقرر کرنا ہوتو ۱۵ فیصد سے زیادہ نہ مقرر کیا جائے - اور ۱۰ فیصد سے کم نہ ہو -

گشتی نشان (۱۸) سنہ ۱۳۳۶ف کی رو سے یہ توضیح کی گئی کہ گشتی نشان (۱۳) سنہ ۱۳۳۳ف صراحت سے جاری کی گئی ہے تاہم اسکا منشاء یہ نہیں ہے کہ جہاں بنچرائی کا رقبہ ۲۰ فیصد محفوظ ہوچکا ہے وہاں کم کرکے ۱۵ فیصد مقرر کیا جائے بلکہ جہاں مقرر ہوچکا ہے ہوچکا لیکن جہاں از سر نو مقرر کرنا ہے تو اس کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے - اس طرح ۱۰ فیصد کا قاعدہ آج نیا وضع نہیں کیا گیا ہے - یہ حکم دیا گیا تھا کہ ۲۰ فیصد کے تعین سے پہلے اگر ۵۰ فیصد بھی ہوتو اسکو بجنسہ برقرار رکھا جائے لیکن اگر ۲۰ فیصد ابتک قائم نہیں ہوا ہے تو ۱۰ سے ۱۵ فیصد تک قائم کرنے کے احکام ہیں - وہ اوس حکومت کے احکام ہیں جسکو حقوق رعایا کی حفاظت کا خیال نہیں تھا اور جو حکومت کا خزانہ بھرنے کی کوشش کرتی تھی - اب خدا کے فضل سے عوامی حکومت ہے - آپ ہر غریب کو امیر بنانے کی کوشش میں ہیں - اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ غریبوں کی وکالت کرنا چاہتے ہیں یا امیروں کی - کس کی وکالت کرنا چاہتے ہیں - غریبوں کے فائدے کے لئے گائیران کا جو رقبہ قرار دیا گیا ہے اوسکے متعلق آپ کہتے ہیں کہ گائیران کے رقبے کو گھٹا دیا جائے - اور ہماری کوشش یہ ہے کہ گائیران کے رقبے کو گھٹانا نہیں چاہئے - یہ عوام کے افادہ کی چیز ہے - اب تک ہی اسکو گھٹا گھٹا کر ۲۰ سے ۱۵ اور ۱۵ سے دس فصید کردیا گیا ہے - کم سے کم دس فیصد رکھنے کے لئے یہ احکام دئے گئے ہیں -

میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ گائیران سے کس قسم کا فائدہ عوام کو پہنچتا ہے اور کن لوگوں کو پہنچتا ہے - کیا بڑے بڑے زمیندار اس سے مستفید ہوتے ہیں یا غریب لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے - بعض ممبروں نے کہا کہ بڑے بڑے زمینداروں کے قبضہ میں گائیران کی اراضیات رہتی ہیں یا بڑے بڑے زمینداروں کی زمین درمیان میں رہتی ہے جسکی وجہ سے عام رعایا کے جانور اوس زمین تک نہیں جاسکتے - میں سمجھتا ہوں کہ کبھی اس قسم کی شکایت معزز ارکان کی جانب سے یا رعایا کی جانب سے مال کے عہدہ داروں کے پاس پیش نہیں ہوئی کہ فلاں جگہ گائیران کی اراضی ہے

لیکن فلاں زمیندار کا غاصبانہ قبضہ اوس پر ھے یا اوسکی زمین درمیان میں ھے اور وہ اپنی زمین پر سے گائران کی زمین پر دوسروں کے جانوروں کو جانے نہیں دیتا - اگر اس قسم کی شکایت کی جاتی تو میں آپکو یقین دلاتا ھوں کہ اسکے انسداد کی کارروائی کی جاتی - لیکن ایسی کوئی شکایت نہیں کی گئی - اگر کی جاتی اور اس پر توجہ نہ کی جاتی تو بیشک میں سمجھتا کہ ھمارے عہدہ داروں کی غلطی ھے - لیکن میں دعوے کے ساتھ کہونگا کہ ایسی شکایات کبھی پیش نہیں کی گئیں - گائران کی اراضیات کس کے لئے ھیں - پانی کی گہرائی کو وہ شخص جانتا ھے جو پانی میں کھڑا ھے - وہ شخص پانی کی گھرائی نہیں جان سکتا جو ٹیلے پر کھڑا ھے - ھمیں روزمرہ ان مسائل کو دیکھنا پڑتا ھے - میں ان مسائل کو جانتا ھوں - کھمم وغیرہ کی مثال آپ نے پیش کی ھے - ویمسور کا دورہ میں نے کیا جو کھمم ضلع ھی ھے تو وھاں کی رعایا نے کثیر تعداد میں میرے پاس نمائندگی کی کہ گائران کی اراضیات میں نا گر کشی کی جارھی ھے اب ھمارے جانور کہاں چرینگے - اب ھمارا گاؤں میں رھنا مشکل ھوجائیگا وغیرہ - اس سے آپکو معلوم ھوگا کہ گائران سے غریبوں کو فائدہ ھے زمینداروں کو نہیں - سو پچاس ایکر زمین رکھنے والے لوگ اپنے جانوروں کی چرائی کے لئے تو کچھ زمین چھوڑ سکتے ھیں لیکن جسکے پاس اتنی زمین نہیں ھے غریب لوگ ھیں جن کے پاس بھی کچھ زمین نہیں ھے اور ایک آدھ گائے بھینس پالکر اپنی زندگی بسر کرتے ھیں ایسے لوگوں کے جانور کہاں چرینگے - ان لوگوں کے پاس اپنے جانور لاکر برورش کے لئے چھوڑتے ھیں اور ان سے معاھدہ کرتے ھیں کہ جب ھماری گائے یابھینس بچہ دے تو پہلا بچہ آپ لیجئے دوسرا ھم کو دیجئے - اسطرح لیکر غریب کچھ پیسہ پیدا کرتے ھیں وہ کس ھمت پر لیتے ھیں - گائران کی ھمت پر لیتے ھیں جب گائران ختم ھو جائیگا تو ھر غریب کو اپنے جانور گھر میں باندھ لینا پڑیگا - انکی پرورش مشکل ھو جائیگی - گائران کی موجودگی میں بے زمین لوگ جانور رکھتے ھیں تو وہ گرفت میں نہیں آسکے - جب گائران ختم ھو جائیگا تو ھر غریب کو جانور گھر میں باندھ کر رکھنا پڑیگا - جسکو غریب تو غریب امیر بھی برداشت نہیں کرسکتے - ایسی حالت میں آپ کی وکالت سے غریبوں کی حق تلفی ھورھی ھے یا امیروں کی حق تلفی ھورھی ھے آپ کو غور کرنا چاھئے - اس وقت گائران کاشت پر نکالدینگے تو بیشک دس لاکھ روپیہ کی آمدنی حکومت کو ھوگی . .

غریبوں کے افادہ کے لیے حکومت اسی متعدبہ رقم کو نظر انداز کررھی ھے -

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ (یلندو - عام) :— ھمارے ریزولیوشن میں یہ کہاں ھے کہ پورا گائران نکال دیا جائے - معلوم ھوتا ھے آپ ریزولیوشن پڑھے بغیر ھی جواب دیتے ھیں -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— ریزولیوشن گائران گھٹانے کے لئے ھے - لیکن ریزولیوشن میں آپ کہتے ھیں کہ بلا اجازت کاشت بھی کرلئے ھیں تو . . . . . . خیر میں اس مسئلہ پر آئندہ آؤنگا - آپ کا ریزولیوشن تو گائران کم کرنے کے متعلق ھے - آپ نے اپنی تقریروں میں یہ بتایا ھے کہ گنٹور میں - نیلور میں اور خود کھمم میں گائران نہیں ھے پھر یہاں کیوں رھے - گائران کو ختم کرنے کے متعلق ھی آپ کی تحریک تھی - بہتر ھوتا کہ جب آپ

ریزولیوشن کے دائرہ سے باہر تقریر کر رہے تھے اوس وقت ھی رک جاتے ۔ چونکہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا تھا اس لئے اوس کا جواب دینا میرے لئے بھی ضروری ہے ۔ گائران گھٹانے کی صورت میں اگر غریبوں کا کم نقصان ھوتا ہے تو پورا بند کردینے کی صورت میں اور زیادہ نقصان ھوگا ۔ نتیجہ ھر حالت میں ایک ھوگا ۔ گائران کی اس ھسٹری کو سمجھنے کے بعد دس فی صد یا پندرہ فی صد چھوڑنے کے جو احکام ھیں وہ ھماری ایجاد نہیں ہے ۔ نہ ھی وہ ھماری جدت طبع کا نتیجہ ہے ۔ اوس زمانہ کی گورنمنٹ نے جس کو رعایا کا بالکل خیال نہیں تھا اوس نے بھی اس چیز کو روا رکھا تھا ۔ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ دس فی صد کی بجائے پچیس فی صد گائران رکھنے کے لئے لڑینگے ۔ لیکن یہ الٹا معاملہ ہے ۔ معلوم ھوتا ہے کہ اس میں کچھ اغراض مضمر ھیں ۔ اگر غریبوں کا فائدہ پیش نظر رھتا تو دس فی صد کی بجائے پچیس فی صد رکھنے کی کوشش کی جاتی ۔ گائران کے تعلق سے جو کہا جا رھا ہے کہ اوس کو کاشت پر دینا چاھئے وہ صحیح نہیں ۔ اب میں گشتی نشان (۱۶) پر آتا ھوں ۔ رضاکار رجیم میں ۔ کمیونسٹ تشددات کے زمانے میں اور پولیس ایکشن کے زمانہ میں جب کہ لا اینڈ آرڈر باقی نہیں تھا من مانے لوگوں نے زمینات پر کاشت کی ۔ پولیس ایکشن میں جو کچھ ھوا اوس کا اثر بعد کے سالوں میں بھی تھوڑا بہت رھا ۔ سنہ ۴۹ع میں اوس وقت کے حکام نے غور کرکے ایک گشتی جاری کی اوس کی رو سے یہ قرار دیا گیا کہ جو کوئی شخص کسی اراضی پر کسی نہ کسی طرح قابض ھو اور کاشت کر رھا ھو وہ اراضی اوس کے نام پٹہ کی جائے ۔ یہ حد فاصل قرار دی گئی ۔ بد امنی کے زمانہ میں جب کہ لا اینڈ آرڈر موجود نہ تھا اور قانون کو ھاتھ میں لیکر بعض لوگوں نے زمینات پر کاشت کی تھی اس لئے اوس کو جائز قرار دینے کی خاطر گشتی جاری کی گئی ۔ اوس میں بھی یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ جو بڑے بڑے زمیندار ھیں جن کے پاس ھزارھا ایکر کا پٹہ ہے یا جو لوگ پانچ پانچ سو ایکر پرمپوک اراضی پر قابض ھیں اون لوگوں کو بیدخل کرنا چاھئے ۔ کن لوگوں کو بیدخل نہیں کرنا چاھئے ۔ اوس کی صراحت بھی کیگئی اسطرح پر کہ ھریجنوں ، بیک ورڈ کلاسس کے لوگوں یا بے زمین لوگوں نے بلا اجازت زمین پر قبضہ کر کہ کاشت کئے ھیں تو اون کے نام اس اراضی کا پٹہ کرنا چاھئے ۔ یہ احکام دئے گئے تھے ۔ اور اوس کے لئے یہ میعاد قائم کی گئی تھی کہ سنہ ۴۹ع کے پہلے جو لوگ کاشت کئے ھوں اون کے نام پٹہ ھونا چاھئے ۔ لیکن بعد میں معلوم ھوا کہ ھر شخص یہ کہہ رھا ہے کہ میں فلاں اراضی ۴۹ع سے پہلے تو کجا پچاس سال پہلے سے کاشت کر رھا ھوں حالانکہ اوس نے اس سال ھی کاشت کی ہے ۔ جب یہ معلوم ھوا تو انہوں نے یہ قید لگادی کہ ھم کسی کو قابض اوس وقت تسلیم کرینگے جب کہ سیوائے جمع بندی میں اوس کے نام عمل رکاشت کا ھو ۔ یا کم ازکم اوسکے پاس زر مالگزاری کی رسائد ھوں ۔ اگر ایسی شرط ہ ھوتو ھر رستہ چلنے والا شخص یہ کہہ سکیگا کہ فلاں اراضی میں ۴۹ع سے پہلے ھی سے نہیں بلکہ پندرہ سال پہلے سے کاشت کر رھا ھوں اور اوس کا قابض ھوں ۔ جب کبھی کوئی زمین کاشت کی جاتی ہے تو سیوائے جمع بندی میں اوس کا عمل ھوتا ہے یا رقم دیکر رسائید حاصل

کئے جاتے ہیں ۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز بھی ثابت ہو تو ہم اوس کو قابض مانینگے ۔ یہ احکام دئے گئے تھے ۔ اس طرح جو قابض تھے اون کو کبھی بھی بید خل نہیں کیا گیا ۔ لیکن سنہ ۵۲ ع میں ایک مقدمہ اوس وقت کے ریوینیو منسٹر کے اجلاس پر پیش ہوا تھا ۔ اوس میں وہ شخص کہتا تھا کہ گو اس گاؤں میں دس فی صد سے کم رقبہ گائران زمین کا ہے لیکن میں کئی سال سے اوس پر قابض و کاشت کر رہا ہوں ۔ وہ ایک نہایت غریب ہریجن تھا ۔ اوس پر رحم کھا کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ غریب ہریجن ہے اور بہت زمانہ سے قابض ہے گو رقبہ گائران دس فی صد سے کم ہے رعایتاً اوس کے نام پٹہ کیا جائے ۔ اوس کی غربت کے لحاظ سے قانون سے تجاوز کرکے اوس شخص کے ساتھ یہ رعایت کی گئی ۔ اسی فیصلہ کی بناپر گشتی (۱۶) جاری ہوئی ۔ اس گشتی میں یہ تھا کہ اگر رقبہ دس فی صد سے کم ہو لیکن کوئی شخص دو تین سال پہلے سے اوس پر قابض ہو تو اوس کے نام پٹہ کرنا چاہئے ۔ اچھا سمجھکر یہ حکم دیا گیا اوس کی پابندی لازمی ہے ۔ اور اوس پر عمل بھی کررہے ہیں ۔ لیکن اس گشتی کے نافذ ہونے کے ساتھ ہی پٹیل پٹواری اور تحصیلدار اور کلکٹر کا حکم نہ مانتے ہوئے ہر جگہ گائران کاشت کرنا شروع کیا گیا ۔ چنانچہ میں نے دورہ میں اس کی آزمائش کی ۔ محبوب آباد میں جب میں گیا تو صبح آٹھ بجے ہی دو سو درخواستیں اس سلسلہ میں میرے پاس آگئیں ۔ میں نے تحصیلدار سے کہا کہ کب سے کاشت کر رہے ہیں کاغذات جمع بندی سے داخلہ لیا جائے ۔ چار بجے میں دیکھونگا ۔ چار بجے جب میں گیا تو معلوم ہوا کہ گشتی (۱۶) کے نفاذ کے بعد ہی سے یہ کاشت شروع کی گئی ہے ۔ سنہ۱۳۱۶ ف کے قبل اس کا عمل سیوائے جمع بندی میں نہیں تھا ۔ حالانکہ سنہ ۱۶ ف سے ہمارے پٹواری اس طرح کا عمل کرتے چلے آرہے ہیں ۔ اور زرمالگزاری کے رسائد دیتے چلے آرہے ہیں ۔ ایسی حالت میں کیا کیا جائے ۔ ایک آنریبل ممبر نے ایک بہت بڑا الزام مجھ پر لگایا کہ ایک پمفلٹ غنڈہ لوگوں نے نکالا ہے ۔ اس کا جواب ٹھیک طور پر اون ہی الفاظ میں مجھے دینا ہے ۔ میں کہتا ہوں آپ سچ مانئے یا اپنی کسی عادت کی وجہ سے جھوٹ مانئے میں نے ایسا پمفلٹ کبھی نہیں دیکھا جو کملا دیوی یا راجچندرا ریڈی کے نام سے نکالنا بیان کیاجاتا ہے ۔ اوس پمفلٹ کو بھی نہیں دیکھا جو اوس کے جواب میں نکالینا بیان کیا جاتا ہے ۔ البتہ ایک پمفلٹ یہاں مجھے دیا گیا تھا جسکے متعلق یہ کہا گیا کہ وہ کوئی ضلع کمیٹی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے ۔ میں نے اوس کو پڑھا بھی نہیں ۔

شری اے ۔ راجچندرا ریڈی :— آنریبل منسٹر کو غلط فہمی ہو رہی ہے میں نے ایسا نہیں کہا ۔ بلکہ یہ کہا کہ جو ہینڈ بل نکالا گیا وہ ضلع کمیٹی کی طرف سے نکالا گیا جس کے ممبر کملا دیوی ، کے ۔ راجچندرا ریڈی اور کے ۔ وی ۔ رام راؤ وغیرہ ہیں ۔ وہ بھی اس کمیٹی کے ممبر ہیں ۔ کملا دیوی کے نام سے نکالا گیا یا راجچندرا ریڈی کے نام سے نکالا گیا ایسا نہیں کہا ۔

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- وہ کملا دیوی نے نکالا - راجندرا ریڈی نے نکالا یا کسی زید بکر نے نکالا - آپ نے یہ کہا کہ ریوینیو منسٹر نے بھی ایک پمفلٹ نکالا ہے - میں کہتا ہوں کہ یہ سفید جھوٹ ہے - میں نے کوئی پمفلٹ نہیں نکالا - رنگا ریڈی ریوینیو منسٹر ایسا آدمی نہیں جو دل میں کچھ رکھتا ہو اور کرتا کچھ ہو -

(Interruption)

میں وہی بات کہتا ہوں جو دل میں ہے - اور جو میں کہتا ہوں وہی کر کے بھی دکھاتا ہوں - جو بات دل میں ہے وہی کہتا ہوں اور جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں -

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- کانگریس کی جانب سے کیا ایسا پمفلٹ نہیں نکالا گیا تھا کہ بنجرائی کی زمینات سے بید خل کیا جائیگا -

شری کے - وی رنگا ریڈی :- وہ آپ نکالے ہونگے - لیکن یہ کہاں کی بھلمانسی ہے کہ حکومت اور رعایا میں پھوٹ ڈالی جائے - رعایا کو حکومت کے خلاف اکسایا جائے - اگر عایا کے حقوق تلف ہورہے ہیں تو اوس کی حفاظت کی جاسکتی ہے - لیکن رعایا کو حکومت کے خلاف جھوٹی باتیں کہکر اکسانا اور ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے لڑانا اس کو حکومت برداشت نہیں کرسکتی - ایک صاحب جن کا میں نام لینا نہیں چاہتا میرے پاس آکر کہنے لگے ....

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—हमारा अिल्जाम है कि कॉंग्रेस पार्टी की तरफ से अिस तरह की कोशिश से हरिजनों और धनगरों को लडाया जा रहा है और अुनमें फूट डाली जा रही है। हमारी तरफ से नहीं बल्कि कॉंग्रेस के तरफ से यह कोशिश हो रही है।

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - لیکن ایک آنریبل ممبر نے تو مجھ پر الزام لگایا کہ ریوینیو منسٹر نے ایسا پملفٹ نکالا ہے......

شری اے - راجندرا ریڈی - میں مکرر یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اس سم کا الزام نہیں لگایا بلکہ -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- میری تقریر میں مداخلت کی ضرورت نہیں .....

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ :- ریوینیو منسٹر سنے بغیر اور سمجھے بغیر اس قسم کی باتیں کہہ رہے ہیں - یہ نہیں کہا گیا کہ ریوینیو منسٹر نے اس طرح کا ہینڈ بل نکالا ہے - آپ پروسیڈنگس اٹھا کر دیکھئے -

شری پنڈم واسدیو (گجویل) منسٹر صاحب اونچا سنتے ہیں اور وہاں سمجھانے میں بھی غلطی ہورہی ہے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- سمجھنے میں غلطی ہورہی ہے یا سمجھانے میں غلطی ہورہی ہے یہ الگ بات ہے - آپ نے کہا تھا اس لئے جواب دے رہا ہوں -

اگر آپ یہ کہتے ھیں کہ آپ نے ایسا نہیں کہا تو میں اس بحث کو چھوڑ دیتا ھوں - کچھ کہنے کے بعد اگر معافی مانگی جائے تو معاف کرنے کا قاعدہ ھے اس لئے میں بھی معاف کردیتا ھوں -

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ :- یہ سوال پیدا نہیں ھوتا آپ خود مینٹنس اٹھا کر دیکھئے -

شری اے راجندرا ریڈی :- میں اسپیکرصاحب کی نظر میں برابر یہ چیز لا رھا ھوں - میں نے کیا کہا ھے آپ پروسیڈنگس اٹھا کر دیکھئے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- خیر - اس کے بعد یہ کہا گیا کہ آپ اس ھاتھ سے دیتے ھیں دوسرے ھاتھ سے لیتے ھیں - پہلے ایک گشتی جاری کر کے غریبوں کو خوش کردیا پھر آخری گشتی جاری کرکے اون کی خوشیوں پر پانی پھیر دیا - میں ان گشتیوں کے متعلق کچھ چیزیں آپ کے ملاحظہ میں لانا چاھتا ھوں - گشتی (۲) ۹- جنوری سنہ ۱۹۵۲ع کی ھے - اس کے ذریعہ ھم نے یہ قرار دیا کہ زمین خواہ گائران کی ھو - خواہ پرمپوک ھو خواہ خارج کھاتہ ھو اگر کسی نے اوس پر سنہ ۱۹۴۹ع سے پہلے قبضہ کیا ھو تو بلا لحاظ اس کے کہ اوس نے بہ اجازت قبضہ کیا ھو یا بلا اجازت قبضہ کیا یا قانون کو اپنے ھاتھ میں لیکر کاشت کیا اوسکے نام پٹہ کرنا چاھئے - لیکن شرط یہ ھے کہ وہ شخص زمیندار نہ ھو بلکہ ھریجن یا بیک ورڈ کلاس کا کوئی شخص ھو یا کوئی بے زمین غریب ھو - اوسکے نام پٹہ کرنا چاھئے - میں معزز ممبران کو یہ بتا دینا چاھتا ھوں کہ ھم نے اس گشتی پر عمل کرتے ھوئے کیا غریب ھریجنوں کو حقیقت میں کچھ زمین بھی دی ھے یا محض اون کو سبز باغ دکھایا ھے - اس گشتی کے مطلب کے لحاظ سے آپ کو ھی اس کا تصفیہ کرنا ھوگا - اوسکے بعد گشتیات (۸) - (۹) اور (۱۰) جاری کی گئیں - اوسکے بعد گشتی نشان (۱۶) کے ذریعہ سے (جسکا ذکر بار بار کیا جاتا رھا ھے) گائران اراضی اگر زائد از دس فیصد ھے تو اوسکا بھی پٹہ کرنا چاھئے - یہ میں نے پہلے کہا ھے کہ ایک فیصلہ کی بناء پر یہ گشتی جاری کی گئی - اوس میں یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ غریب ھریجن ھو اگر پہلے سے ھی اوسکے قبضہ میں زمین ھو تو اوس کا قبضہ قائم رکھنا چاھئے - اگرچیکہ یہ ایک شخص کے تعلق سے فیصلہ تھا جو اوس شخص کے حالات کے لحاظ سے کیا گیا تھا لیکن جب اسکے متعلق گشتی جاری کی گئی تو وہ عام لوگوں سے بھی متعلق ھو گیا - لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ھوں اس گشتی کے نافذ ھونے کی وجہ سے پورے کے پورے گائران پر قبضہ کرنا شروع کیا گیا - چنانچہ میں نے محبوب آباد کی تمثیل دی ھے - گشتی نشان (۱۶) جاری ھونے سے پہلے جس شخص کے پاس ایک انچ زمین بھی نہیں تھی اوس نے اس گشتی کے جاری ھونے کے بعد کہنا شروع کردیا کہ میرے پاس ایک سال پہلے سے ھی نہیں بلکہ پچاس سال پہلے سے یہ زمین ھے -

وہ ایک ھی بات کہتے تھے کہ تمام پٹیل پٹواری چور ھیں ۔ ھم سالہا سال سے زر مالگزاری دیتے ھیں لیکن وہ رسائد نہیں دیتے ۔ اگر میں اسکو مان لیتا تو گائران کی ایک انچ زمین بھی باقی نہیں رھتی ۔ کیونکہ ھر شخص یہی کہکر قبضہ کرلیتا تھا ۔ اسلئے گشتی نشان (۸) ۲۹۔ جون سنہ ۱۹۵۴ع نافذ کی گئی ۔ اس کے ذریعہ گشتی نشان (۱۶) کو منسوخ کیا گیا ۔ لیکن اس گشتی نشان (۱۶) کے تحت جن پٹوں کا بپابندی ضابطہ عمل ھوچکا تھا اس عمل کو منسوخ نہیں کیا گیا ۔ کیونکہ عموماً کوئی قانون منسوخ ھوتا ھے تو اسکے عملیات جو اس قانون کی رو سے ھوچکتے ھیں وہ تو برقرار رھتے ھیں ۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ گشتی نشان (۱۶) تو منسوخ ھوگی لیکن اسکے تحت جو پٹے بپابندی ضابطہ ھوچکے ھیں وہ برقرار رھینگے ۔

شری کے ۔ وی ۔ رام راؤ :— لیکن یہ چیز مال کے عہدہ داروں کے سمجھ میں نہیں آئی ھے ۔ وہ اسکے خلاف عمل کرتے ھیں اس کا کیا ھوگا ؟

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— میں یہ کہنا نہیں چاھتا تھا ۔ لیکن بعض لوگوں نے میرے پاس آکر اصرار کیا کہ آپ کے تمام پٹیل پٹواری چور ھیں ۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ کلیہ میں ماننے کے لئے تیار نہیں ھوں میں نے کہا کہ جو بھی یہ کہتے ھیں چور ھوسکتے ھیں ۔ میں نے پوچھا کہ میرے مکان کو لوٹے میرے جانور کو لے گئے ۔ بکروں کا مندہ لیکر چلے گئے ۔ ھر دو روز کو ایک بکرے کے حساب سے کھاتے گئے پورا مندہ ختم کردیا ۔ ایسے لوگوں کو چور کہ سکتے ھیں ۔ لیکن جملہ پٹیل پٹواری چور ھیں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ھوں ۔ میں مانتا ھوں کہ ۰۱۔۰ فیصد پٹیل پٹواری ھوسکتے ھیں ۔ ھوسکتا ھے کہ کہیں راما ورم سومارم میں کسی پٹواری نے کوئی عمل نہیں کیا ھو ۔ لیکن حیدرآباد کے پورے ۲۲ ھزار گاؤں میں کہیں بھی پٹواریوں نے عمل نہیں کیا میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ھوں ۔ اور اگر کوئی یہ تسلیم کرلے تو حکومت کی بنیادیں باقی نہیں رھینگے ۔ اس میں کوئی صداقت نہیں ۔
ایک صاحب نے جنکی پوری ھسٹری سے میں واقف ھوں یہ کہنے لگے کہ یہ پٹیل پٹواری سب جھوٹے ھیں ۔ میں انکی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ ھمارے جو احکام ھیں ان پر عمل کروانا معترضین سے زیادہ ھمارے لئے اھمیت رکھتا ھے ۔ ھمارے پاس غریبوں کی بہبودی کسقدر اھمیت رکھتی ھے یہ گشتیات سے معلوم ھو جائیگا ۔ گشتی نشان (۱۶) منسوخ کی گئی لیکن اسکے تحت کیا ھوا کوئی عمل منسوخ نہیں کیا گیا ۔ اسکے بعد گشتیات نشان ۹ و جارے کئے گئے ۔ میں سب گشتیات کو دھرانا نہیں چاھتا ۔ گشتی نشان ۵ بھی ھے ۔ سب والہ دیکر ھم نے لکھا ھے ھمارے ملک میں اراضیات کے تعلق سے جو بھی قوانین و اعد ھیں پولیس ایکشن کے بعد سے ان پر برابر عمل نہیں ھوزھا ھے ۔ اس جمعبندی تک میں پورے قوانین کو عمل میں دیکھنا چاھتا ھوں ۔ میں نے سختی سے ان کی پابندی کرنے کے لئے لکھا ھے ۔ قانون کی تعمیل لفظ بہ لفظ ھونی چاھئے ۔ میں قانون کے خلاف عمل کبھی برداشت نہیں کرونگا ۔ میرے اس ریمارک

کے بعد کبھی کبھی انہیں بیدخل کرکے ان پر تاوان کیا گیا ۔ جب میں نے یہ سنا تو گشتی نشان ۹ اور ۱۰ جاری کیا ۔ اور ہر جائز قابض کے قبضہ کے حفاظت کے بارے میں احکام دئے ۔ پولس ایکشن سے پہلے سے سنہ ۱۹۴۹ع تک جو قبضے ہوئے ہیں ان سب کے نام پٹہ سے متعلق احکام دئے گئے ۔ صحرا میں جو لوگ بلا اجازت صحرا کاٹ کر کاشت کیئے ہیں انکے متعلق کابینہ میں تحریک پیش کرکے یہ تصفیہ کرایا ۔ سنہ ۱۹۴۹ع سے کسی شخص نے صحرائے محصورہ یا محفوظہ میں کاشت کیا ہے تو اس زمین کا پٹہ اسکے نام کردینا چاہئے ۔ اگر صحرامیں مختلف مقامات میں درخت کاٹے گئے ہیں اورکاشت کی جارہی ہے تو یہ سب زمین پیمائش کرکے کسی ایک کونے میں اتنی اراضی دیدی جائے ۔ اس طرح صحرا کے متعلق ہے اور دوسرا دوسری زمینات سے متعلق ہے ۔ اس طرح صحرا کے قبضوں کو بھی جائز قرار دیا گیا بیرون صحرا جن زمینات پر قبضے ہوئے ہیں انکو بھی جائز قرار دیا گیا ۔ یہ مطالبہ کیا گیا کہ اسطرح جائزقابض کےسوائے جمعبندی کے عملیا ت کے بابت جو تاوان عائد کیا گیاہے وہ معاف کرنا چاہئے ۔ میں نے کلکٹروں کو احکام دئے کہ دو مہینے کی مہلتِ دیجائے کوئی رقم اگسٹ کے آخر تک وصول نہ کی جائے ۔ اور جائز قابضین پر جو تاوان عائدکیا گیا ہے وہ منسوخ کیا جائے اس طرح وصولی رقم کو منسوخ کرنے کے احکام دئے گئے ۔ سیوائے جمعبندی میں عمل نہ کرنا غلطی ہے اور اس غلطی پر تاوان عائد کرنا مزید غلطی ہے ۔ اس طرح کلکٹرون کو عام احکام دئےگئے ۔ جہاں رقم کی وصولی کا عمل ہوا مرافعےداخل ہونے پر انکی معافی دیگئی جن سے رقم وصول کی گئی وہ واپس دی جارہی ہے ۔ اس کے متعلق ایک مشکل یہ بتلائی گئی کہ نقول حاصل کرنا پڑتا ہے ۔ ایک آنریبل ممبر نے کہاکہ اس کے لئے ۵۰ مرافعے کرنے پڑتے ہیں ۔ بیشک شروح کی نوعیت مختلف ہوتوکئی مرافعے کرنے پڑتے ہیں ۔ لیکن یہاں تو شرح ایک ہی ہے اور ایک شرح کےلئے ایک مرافعہ کافی ہے ۔ تاوان عائد کرنے کی ایک ہی شرح ہے ۔ اگر تلف مال یا ورگ مبادلہ یا ایسی کئی شرحیں ہوں تو الگ الگ مرافعے دائرکرنے پڑینگے ۔ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ ٹکٹ لگانا پڑتا ہے ۔ ٹکٹ یا رسوم کی ضرورت نہیں ہے ۔

شری اے ۔ راج ریڈی (سلطان آباد) :— وکالت نامہ طلبانہ ٹپہ ٹکٹ یہ سب لیتے ہیں ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— صرف وکیل سرکار کو اطلاع دینی پڑتی ہے ۔ اس کے لئے وکالت نامہ کی کیا ضرورت ہے ۔ میں نے گشتی میں صاف احکام دئے ہیں ۔

شری کے ۔ اننت ریڈی (بالکنڈہ) :— ناظم جمعبندی کو اطلاع دینے کے لئے طلبانہ ایا جاتا ہے ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگاریڈی :— اس میں سرکار ایک ہی فریق ہوتی ہے ایک ہی فریق کو اطلاع دینی پڑتی ہے ۔ اس طرح جمعبندی کے مرافعہ میں کوئی جھگڑا نہیں ہے ۔

یہ کہا گیا کہ معافی تاوان کے متعلق عام احکام نہیں دئے گئے ھیں - عام احکام دینا چاھئے تھا ایک آنریبل ممبر میرے پاس آئے تھے میں نے ان ھی سے مشورہ کیا اور بتایا کہ ھمیں یہ لکھنا پڑیگا کہ جن لوگوں پر تاوان عائد کیا گیا ھے وہ معاف کیا جاتا ھے ھمارا مقصد تو غریبوں کے تاوان کو معاف کرنا ھے جن کے قبضہ کو جائز تسلیم کررھے ھیں - اگر عام حکم دیتے تو غریب لوگ تو ایک طرف رھتے زبردست لوگ اس معافی سے استفادہ کرلیتے - پھر ھمیں یہ تحقیقات کرنا پڑتا کہ کس کا قبضہ جائز ھے - ھر ایک شخص کے بارے میں علحدہ علحدہ مقدمہ قائم کر کے تحقیقات کرنا پڑتا تھا - اور پھر اگر کسی کا مرافعہ پیش ھوتا ھے تو تحصیلدار یا گرداور نہیں بلکہ کلکٹر خود یہ تحقیقات کرتا ھے کہ کسکا قبضہ جائز ھے - اس سے بڑھکر سہولت اور کیا ھوسکتی ھے کہ پورے گاؤں کا ایک ھی مرافعہ پیش ھوسکتا ھے - انفرادی تحقیقات کا جھگڑا نہیں رھا - ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں نے مرافعہ کے احکام دئے ......

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ :- تاوان عائد کرنے کے بعد مرافعہ میں اپنے حقوق ثابت کرے تو ایسی صورت میں جائز قبضہ قائم کیا جاسکتا ھے اگر کوئی اخراجات زیادہ ھونے کے ڈر سے مرافعہ نہ پیش کرے تو اسکے حقوق کا کیا ھوگا - منسٹر صاحب اس کے متعلق کلیریفائی کریں -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- مجھے افسوس ھے کہ مجھے وھی جواب دینا پڑرھا ھے - میں نے اس گشتی میں یہ صاف لکھا ھے کہ ان تمام اشخاص پر جنکا قبضہ ھمنے جائز قرار دیا ھے تاوان معاف کیا جائیگا - میں نہیں سمجھتا کہ اسکے بعد پیروی کی کیا ضرورت ھوتی ھے - اسکے بعد صرف نمبرات اور تجویز کی نقل کلکٹر کے پاس پیش کر کے گھر میں بیٹھنا کافی ھو جاتا ھے - عذرات مرافعہ میں یہ بتلا سکتے ھیں کہ سنہ ۱۹۴۹ع سے پہلے کا قبضہ ھے اور فلاں احکام یا فلاں فیصلے کے ذریعہ پٹہ ھونا چاھئے خود ھی فیصلہ ھو جاتا ھے - اس میں پیروی کی کیا ضرورت ھے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- کیا آنریبل منسٹر مزید وقت چاھتے ھیں -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- ھاں -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- تو اب ھم اڈجرن ھوتے ھیں -

The House then adjourned for recess till Six of the Clock.

The House re-assembled after recess at Six of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- اسپیکر سر - میں گشتی نشان ۲ - مورخہ ۹ - جنوری سنہ ۱۹۵۲ع کا مطلب بیان کیا تھا - اسکے بعد میں نے یہ کہا کہ گشتی نشان ۱۶

گشتی نشان ۸ مورخه ۱۹ - جون سنه ۱۹۵۴ع کے ذریعه منسوخ کی گئی - اس کے بعد گشتیات ۹ و ۱۰ جاری کئے گئے - گشتی نشان ۹ کا منشا یه ہے که جو احکام گشتی نشان ۲ کی روسے دیے گئے انکی تعمیل نہیں ہورہی ہے انکی تعمیل کافی طور پر کی جائے اسکی خلاف ورزی نه ہونے پائے - گشتی ۱۰ بھی اسی سلسله میں ہم نے جاری کی۔ اس کا منشاء یه تھا که جنگلات کے جتنے زمینات ہم نے دئے تھے یعنی سنه ۱۹۴۹ع کے پہلے جو زمینات رعایا کے قبضه میں کسی نه کسی وجه سے چلے گئے تھے انکا بھی پٹه کرنے کے لئے ہم نے جو حکم دیا تھا اسکی پوری تعمیل ہونی چاہئے - اسکے خلاف عمل نه ہونا چاہئے - اگر ان پر تاوان عائد ہوا ہے تو وہ معاف ہونا چاہئے ان دو گشتیوں کے ذریعه سے جو حقوق دیے گئے تھے انکو سلب نہیں کیا گیا -

ان تمام گشتیات کے بعد ہم نے محکمه سرکار سے ایک حکم جاری کیا - وہ حکم ۲۰- جولائی سنه ۱۹۵۴ع کا ہے - اسکی بناء پر ایک گشتی نشان ۵ بابته سنه ۱۹۵۴ع معتمد مال نے ۱۱- سپٹمبر کو جاری کی - وہ اس وجه سے جاری ہوئی که ہم نے اوپر بیان کرده تمام گشتیات کی رو سے حکم دیا تھا که سنه ۱۹۴۹ع کے بعد جو لوگ بلا اجازت قابض ہوگئے ہیں انکو بے دخل کیا جائے - جو لوگ خلاف قانون قبضے کئے ہیں انکو جائز نه رکھا جائے - یه منشاء گشتی نشان ۲ بابته سنه ۱۹۵۲ع سے نکلتا تھا - اور اسی کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے یه آخری گشتی ۱۱ - سپٹمبر کو صدر المہامی کی تجویز مورخه ۲۰- اگسٹ کی بناء پر جاری ہوئی - یه اسلئے جاری کی گئی که جو لوگ بے دخل کئے جاتے ہیں انکی زمینات - اور پرسپوک اور زائد از دس فیصد گائران اور خارج از کھاته زمینات جو کاشت میں نہیں ہیں انکے متعلق کیا کرنا چاہئے اسکے تفصیلی احکام صدرالمہام کے مراسله اور مجلس مال کی گشتی میں بیان کئے گئے ہیں - اسکا منشاء یه ہے که جتنی زمینات سے یه لوگ بیدخل ہوتے ہیں اور وہ زمینات جو ابتک کسی کاشت میں نہیں ہیں ان تمام زمینات کا ایک تخته بنایا جائے - ہرڈویژن کا ڈپٹی کلکٹر مال اور ڈویژن افیسر جنگلات یه دونوں اپنے حدود میں ایسی تمام اراضیات کا پٹه آنے والی جمعبندی کے قبل کردیں - لیکن اسکے متعلق یه عذر کیا گیا ہے که خلاف ضابطه سہی انکو بید خل کیوں کرتے ہیں اور آئنده انکو زمین کیوں دیتے ہیں ؟ لیکن اگر ہم یه حکم نہیں دیتے تو اسکا نتیجه یه ہوتا که جن لوگوں کے قبضه میں ناجائز طور پر زمینات ہیں انکے نام لازمی طور پر پٹه کرنا پڑتا - معزز ممبران نے اپنی اپنی تقاریر میں فرمایا - " زمینداروں کے پاس زیاده زمینات ہیں - زمینداروں کے پاس زیاده زمینات ہیں " - اسکو میں بھی تسلیم کرتا ہوں - غریب دس ایکر پر قبضه کرلئے ہیں تو زمیندار سو ایکر پر قبضه کرلئے ہونگے - لیکن ہمیں کسی کا ناجائز قبضه رکھنا منظور نہیں ہے - بلکه سنه ۱۹۴۹ع سے جو ایسی زمینات ہیں انہیں واپس لینا ہے - انہیں اور ایسی زمینات جو ابتک کسی کی کاشت میں نہیں ہے ان سب کو ملا کر ہریجن اور بیاک ورڈ کلاسس اور دوسرے بے زمین لوگوں کو پٹه دینا ہے - میں آنریبل ممبرس سے پوچھنا

چاھتا ھوں کہ اسطرح دینسے پر کیا ھم غریبوں کی مدد کررھے ھیں یا غریبوں کے حقوق چھین رھے ھیں - معترضین صاحبان یا تو اسکو نہیں سمجھے یا اسکو پڑھے نہیں - اگر سمجھکر پڑھکر اعتراض کرنے کی زحمت گوارا فرماتے تو اسطرح غریبوں کی وکالت نہیں کرتے - غریبوں کی حفاظت تو انکے حقوق کی وکالت تو ھم کر رھے ھیں - اگر زمینداروں کے قبضہ میں زمینات ھیں تو ان سے چھینکر غریبوں کو دینے والے ھم ھیں - اس سے تمام غریبوں کو زمین ملیگی اور تمام ناجائز قبضے ختم ھونگے - اگر ھم ایسے احکام نہ دیتے تو لازمی نتیجہ یہ ھوتا مرکز اراضی کا رقبہ زمینداروں کے نا ھوتا اور خیف اراضی کا پٹہ غریبوں کے نام ایسا آپ چاھتے ھیں - تر ھم کرنے کے لئے تیار نہیں ھیں -

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- گشتی نشان ۲ کے تحت بھی آپ لے سکتے تھے آپکو نئے طور پر زحمت کرنے کی ضرورت نہ تھی -

شری کے - وی - رنگاریڈی :- ھاں ھاں - گشتی نشان (۲) کے منشاء کے مطابق ھی ھم نے احکام دئے ھیں - گشتی نشان (۲) میں یہ تھا کہ کسی کے قبضہ کو چاھے وہ ناجائز ھی کیوں نہو قبضہ جائز تصور کرکے اوس کے نام پٹہ کیا جائے - اوسی گشتی کی جانب متوجہ کرنے اور اوسکی تعمیل کرانے کے لئے ھم نے یہ گشتی جاری کی ھے - غریبوں کو زمین تقسیم کرنے کے لئے ھی یہ قواعد رکھے گئے ھیں کہ پہلے جس کے قبضہ میں زمین تھی اوس کو پہلے دی جائے اور اس کے بعد ایسے اشخاص کو دی جائے جو غریب ھوں - ھریجن ھوں یا بیاک ورڈ کلاسس سے تعلق رکھنے والے لوگ ھوں - میں پوچھنا چاھتا ھوں کہ اس میں کونسی غلطی ھے - کونسا گناہ ھے - کیا ان قواعد میں کہیں ایسی گنجائش ھے کہ غریبوں کی زمین چھینی جائیگی اور امیروں کو وہ زمین تقسیم کر دی جائیگی - میں سمجھتا ھوں کہ یہ اعتراض بالکل غلط ھے اس میں کسی کا حق چھینا نہیں گیا ھے - بلکہ یونیفارمیٹی (Uniformity) پیدا کرنے اور مستحق لوگوں میں زمین تقسیم کرنے کے لئے یہ احکام جاری کئے گئے ھیں - اس لئے میں سمجھتا ھوں کہ اس خصوص میں جو اعتراضات کئے گئے ھیں وہ لوگوں کو سبز باغ دکھانے کے لئے کئے گئے ھیں کہ ھم تمہارے ھمدرد ھیں اس کے سوا اور کچھ نہیں ھے - میں سمجھتا ھوں کہ اگر آپ پورے گشتیات پڑھ لیں تو خود آپ اپنے دل میں قائل ھو جائینگے -

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- گشتی نشان ۲ میں جمعبندی کے کاغذات وغیرہ کی شرط نہیں ھے - جون سنہ ۵۴ میں جو گشتی جاری کی گئی ھے اس میں اس کی صراحت کردی جاتی تو اچھا ھوتا -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- ھمارے ھاں کے عہدہ داروں کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہاں قانون کو اپنے ھاتھ میں لیکر قانون شکنی کرنے والے لوگ ھیں - لیکن میں جب آیا تو غریبوں کو پورا پورا فائدہ پہنچانے کے خیال سے یہ شرط عائد کردی گئی کہ

قبضه اوس وقت تک تسلیم نه کیا جائے جب تک که جمعبندی کے کاغذات میں اس کا داخله نہو۔ ہمارے پاس ایسی مثالیں ہیں که ایک شخص بالکل غلط طور پر قبضه کرلیتا ہے اور گاؤں کے پورے لوگ اوسکی تائید میں گواہی دینے کے لئے جوق در جوق چلے آتے ہیں اور ہم یه بھی دیکھتے ہیں که ایسے لوگوں کی تعداد ہمارے میں بہت زیادہ ہوگئی ہے جو حلف ایکر بھی جھوٹ بولنا گناہ نہیں سمجھتے ۔ہم نے سونچ سمجھکر نہایت تدبر کے ساتھ دوراندیشی کے نظر کرتے یه شرط عائد کی ہے۔یه شرط رہیگی اوراسکی پابندی کرنا پڑیگا ۔

ایک اعتراض یه بھی کیا گیا ہے که سنه ۵۲ تا ۵۴ جو قبضے حاصل کئے گئے ہیں وہ بھی برخاست کئے جارہے ہیں ۔ میں گشتی کا مفہوم سمجھا چکا ہوں ۔ اگر آنریبل ممبرس چاہتے ہیں تو میں ان گشتیات کی نقل کروا کے دینے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکه یه مسئله اسی وقت ختم ہونے والا نہیں ہے ۔ اس لئے میں نے یه حکم بھی دیا ہے که ان چیدہ چیدہ گشتیات کو یکجا کرکے ایک گشتی کی صورت میں چھاپ کر جاری کیا جائے تاکه تمام متعلقه گشتیات کا مطالبه یکجا رہیں۔ اس میں کوئی نیا حکم عائد نہیں کیا جائیگا بلکه اون ہی احکام کو جو پہلے مختلف گشتیات کے تحت نافذ کئے گئے تھے یکجا کرکے ایک گشتی کی صورت میں جاری کیا جائیگا ۔ اور یه گشتی چند روز میں جاری ہوجائیگی ۔ لیکن ان تمام چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے محض کانگریس گورنمنٹ کو بد نام کرنے کے لئے کوئی ایسے حرکات کریں تو پھر اس کے لئے دفعه ۱۴۴ نافذ کرنا پڑتا ہے ۔ دفعه ۱۴۴ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو عوام میں حکومت سے بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جو یه نہیں چاہتے انہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر ہم عوام کے سچے سیوک ہیں تو پھر عوام کو اپنا سکتے ہیں۔ . . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—हुकूमतको दफा १४४ लगाने की क्या जरूरत है ? आप भी आवाम के पास जाकर अुन्हे क्यों नही मना सकते हैं ? दूसरों को क्यों बताया जा रहा है कि आप आवाम के पास जाकर अुन्हें मनाओीये ?

شری کے۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— ہم نے عوام کے لئے دفعه ۱۴۴ جاری نہیں کیا ہے بلکه اون لوگوں کے لئے جاری کیا ہے جو فسادات برپا کرنا چاہتے ہیں۔ فسادات کو روکنے کے لئے جاری کیا گیا ہے ۔ اون لوگوں کے لئے جاری کیا گیا ہے جو لوگوں کو گورنمنٹ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں ۔ تلنگی میں ایک کہاوت ہے که بندر بنانے کے لئے گئے تو ہنومان بن گیا ۔

ایک آنریبل ممبر :— بندر بنانے گئے تو ہنومان نہیں بلکه ہنومان بنانے گئے تو بندر بن گیا ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— ہاں ہاں ۔ ہنومان بنانے گئے تو بندر بن گیا ۔ خیر یہی سہی ۔ محض چاہتے تھے که اس فرضی کوشش سے عوام کو اپنائینگے لیکن فیصد پانچ اشخاص کو اپنانیکی کوشش میں فیصد پچانوے اشخاص کی مخالفت حاصل کرلی ۔ بہر حال گورنمنٹ نے یه خیال کیا که بیاک ورڈ کلاسس اور ہریجنوں کے پاس زمین نہیں ہے ۔ انصاف کا تقاضه یه ہے که ایسے لوگوں کو زمین دی جائے اس خیال سے گورنمنٹ زمین

دینے کے لئیے یہ ساری کوشش کر رہی ہے - اب بعض پارٹیوں نے یہ خیال کیا کہ گورنمنٹ کے خلاف کونسی چیز ڈھونڈھنا چاہیئے جس کے تحت عوام کو حکومت کے خلاف ابھارا جا سکے - یہ سوچکر گائران کی زمین کا حیلہ نکالا گیا اور عوام سے یہ کہا گیا کہ دیکھو گائران کی زمین غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئیے ہم حکومت سے مانگ رہے ہیں تو حکومت دینا نہیں چاہتی - اس بیان سے عوام کو ابھارا جارہا ہے - اون سے کہا گیا کہ ہم مانگ رہے ہیں تو حکومت نہیں سن رہی ہے تم ہی جاکر منسٹر صاحب سے کہو یہ کہکر ایک مجمع کو میرے پاس لائے جسکو پولیس بازار میں روک دی - اسکے بعد وہ لوگ میرے پاس آئے تو میں نے اون کو سمجھایا اور اوس کے مضمرات سمجھائے تو وہ قائل ہوگئے - اس کے بعد ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ مجمع آپ کی زبان سے سننا چاہتا تھا - میں جانتا تھا کہ یہ کیوں مجھ سے ایسا کہہ رہے ہیں پھربھی میں نے اس جوکھم کو قبول کرکہ مجمع کو اندر آنے کی اجازت دی - (Laughter) میں نے مجمع کے لوگوں سے کہا کہ ہم رات دن آپ کی بہبودی کے لئیے کوشش کررہے ہیں - یہ لوگ آپ کو محض اس لئیے لاتے ہیں کہ وہ میری زبان سے کہلوانا چاہتے تھے کہ اس زمین کا پٹہ نہیں دیا جاسکتا - اس کے بعد وہ کہنا چاہتے تھے کہ منسٹر صاحب کیسے ہیں جو غریبوں کو زمین دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس کو قبول نہیں کرتے - ہمارے متعلق بدگمانی پیدا کرنے کے لئیے ان کو لائے تھے - جس گشتی کا حوالہ میں نے دیا ہے اوس میں بجز ۱۰ فیصد گائران کے ایک انچ زمین بھی رکھنے کے ہم نے احکام نہیں دئے ہیں - اگر پورا گائران تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو کل ہی ایک بل لائیے اور اوس کو پاس کرالیجئے -ہم تو گائیران کی زمین غریب لوگوں کے لئے رکھنا چاہتے ہیں - میرے پاس جو لوگ مجمع کو لیکر نمائندگی کرنے کے لئے آئے تھے میں نے اون سے کہا کہ کسی گاؤں میں اگر ۱۰ فیصد سے کم گائران ہے تو چلئے میں چلتا ہوں عوام سے رائے حاصل کرینگے اگر میجاریٹی گائیران کی اراضی ٹپہ پر دینے کی تائد کرے تو اوس کو پٹے پر دینے کے لئے تیار ہوں - محض سمپتی (Sympathy) حاصل کرنے کے لئیے لوگوں کو ابھارنا صحیح نہیں ہے اسکا نتیجہ وہی ہوتا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ ہنومان بنانے گئے تو بندر بن گیا - لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئیے گئے تھے تو نتیجہ کیا ہوا کہ پانچ آدمی کو دوست بنانے گئے تو ۹۵ آپ کے دشمن بن گئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا شیطانی بات ہے کہ گائران کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے - پھرہمارے جانور کہاں چرینگے - یہ لوگوں کا خیال ہے - کہا گیا کہ گنٹوروسیں گائران نہیں ہے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :— ऑनरेबल मिनिस्टर साहब को गलतफहमी होरही है हमने जो रेजोल्यूशन लाया है अुसमें अैसा ही कहा गया कि १० परसेंट गायरान न छोडा जाय, लेकिन हमारा कहना यह है कि पहले से जो गायरान की जमीन जेरेकाश्त है अुसको मुस्तस्ना किया जाय।

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— میں نے گشتی کا مفہوم تو آپ کو سمجھا دیا کہ اب تک گائران کا جو پٹہ دیا گیا ہے وہ باقی رہیگا - زائد از ۱۰ فیصد کی حدتک

بھی باقی رکھا گیا ہے ۔ البتہ دس فیصد سے کم ہے تو جس کے قبضے کو جائز تسلیم نہیں کیا گیا ہے اون زمینات کی حدتک ہم نے پٹہ نہیں دینے کا تصفیہ کیا ہے ۔ منسوخ شدہ قانون کے مطابق جو عملیات ہوئے ہیں وہ بھی بحال رہیں گے ۔

یہ بھی کہا گیا کہ اعلحضرت بندگان عالی کے قبضے میں جتنی زمینات ہیں وہ بھی پٹے پر دیدی جائیں ۔ ذرا صبر کیجئے ۔ ٹیننسی ایکٹ نافذ ہوا ہے اوس کے احکام کے لحاظ سے فیملی ہولڈنگ کا تعین ہوا ہے اور ۱/۲ ہم فیملی ہولڈنگ سے زائد جو زمین ہوگی اوس کے متعلق جو کرنا ہے وہ کریں گے ۔ ٹیننسی ایکٹ کے نافذ ہونے پر اعلحضرت کی زمین بھی آئیگی ۔ جاگیر داروں کی زمین بھی آئیگی ۔ بڑے زمینداروں کی زمین بھی آئیگی ۔ ذرا صبر کیجیئے ۔ ....

شری پنڈم واسدیو :— شائد اسی لئے آپ نے اعلحضرت سے خواہش نہیں کی ہے .....

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— خواہش کی کیا بات ہے اوس کے بعد تو سرپلس زمین لیکر تقسیم کرنے کا ہم کو حق ہے ....

شری اے ۔ گروا ریڈی (سدی پیٹھ) :— اعلحضرت بندگان عالی اپنی سیکڑوں بیویوں اور بچوں کے نام زمین پر تقسیم کررہے ہیں ۔ کیا اس کے بعد زمین بچنے کی توقع ہے ......

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— میں کہتا ہوں آپ اصول بھول کر اور بھٹک کر کہہ رہے ہیں ۔ زمین لوگوں میں ہم تقسیم کررہے ہیں ۔ ایک زمیندار کے اگر دس بچے ہیں تو دس بچوں میں اگر اپنی وہ زمین تقسیم کی تو کیا گناہ کیا (Langhter) وہ دس بچے بھی آخر انسان ہیں ۔ اون کو بھی جینے کا حق ہے ۔ ہم نے اون کو پھر زمیندار نہیں بنادیا ۔ ۔ یہ حیثیت معمولی کاشتکار اون کو جینے کا حق دے رہے ہیں ۔ یہ ہماری تھیوری ہے ۔ آپ کی حکومت بھی آئیگی تو اوس کو بھی یہ ماننا پڑیگا ۔ بھودان یگنہ کے سلسلہ میں کہا گیا کہ اعلی حضرت نے تین ہزار اراضی بھودان یگن کے لئے دی لیکن اوس کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا ۔ میں یہ کہوں گا کہ اوس اراضی کو بھودان یگنہ کے لوگوں نے ہضم کرکے نہیں بیٹھا ہے ۔ اس کا متعلقہ منسٹر میں ہوں ۔ یہ کارروائی میرے پاس آئی ہے ۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے تین ہزار ایکر تو دئے ہیں لیکن جب قبضہ کی نوبت آئی تو جنگلات والوں نے یہ عذرداری پیش کی کہ یہ ہماری زمین ہے اعلیحضرت دینے والے کون ۔ یہ اراضی صحرائے محفوظ نہیں بلکہ صحرائے معمورہ ہے ۔ ۵۰ سال پہلے کا دفتر دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ....

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—जिस सिलसिले में मिनिस्टर साहब ने अुन पर कितना तावान आयद किया है ?

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— اوس پر نظام تو کاشت نہیں کررہے ہیں اس لئے تاوان عائد کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ انہوں نے تو وہ زمین بھودان یگنہ میں دے دی ۔

میں آپ کو اس کا قصہ سنا تا ہوں ۔ اس کا پرانا نکالا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ آراضی در اصل صحراۓ محصورہ کی زمین ہے ۔ لیکن اعلی حضرت مرحوم کے زمانہ متں اصطبل کے لئیے وہاں سے گھانس لیجائی جاتی تھی ۔ جنگلات والوں کا کہنا یہ تھا کہ زمین ہماری تھی لیکن ہرسال گھانس سے استفادہ وہ کرتے تھے ۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہماری زمین ہے ۔ اور جنگلات والے کہتے تھے کہ ہماری زمین ہے ۔ جب بالا خر ان واقعات کا انکشاف ہوا تو میں نے صدالمہام صرف خاص کو اس جھگڑے کے تصفیہ کے لئے مجھ سے ملنے کے لئیے لکھا ۔ چنانچہ اس اسمبلی کے ختم پر ۲۸ ۔ یا ۲۹ سپٹمبر کی تاریخ مقرر ہوئی ہے اوس دن جب صدرالمہام صرفخاص آئینگے تو تصفیہ ہوگا ۔ اگر یہ زمین جنگلات کی ثابت ہوتو شائد وہ ان تین ہزار ایکر کی تکمیل دوسری اراضی سے کریں گے ۔ اگر اعلیحضرت کی ثابت ہوتو پھر اوسی طرح عمل ہوگا ۔

اس کے بعد اور جو اعتراضات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اون سب کا جواب دیتا طول عمل ہوگا ۔ میں اونہی کا جواب دوں گا جن کے متعلق میں نے نوٹ کیا ہے ۔ غالباً چالیس اعتراضات کئیے گئیے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اون کے جوابات دۓ ہیں ۔ البتہ دو تین اعتراضات اور ہیں جن کو میں اہم سمجھتا ہوں ۔ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ بعض کائیران ایسے مقامات پر ہیں جہاں نہ تو آدمی پہنچ سکتا ہے اور نہ بیل پہنچ سکتا ہے ۔ میں پوچھنا چاھتا ہوں کہ ایسی زمین پر جہاں جانور چرائی کے لئیے بھی نہیں جاسکتے تو کس طرح کوئی انسان بیلوں کو انکے گردنوں پر ہل رکھکر ساتھ لیکر وہاں جاسکتا ہے اور کاشت کرسکتا ہے ۔

شری کے ۔ وینکٹ رام راؤ :— اطراف اکناف میں پٹہ کے نمبرات ہوتے ہیں اس وجہ سے آدمی نہیں پہنچ سکتا یہ ہم نے کہا ہے ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— اگر ایسی کوئی زمین ہوتو میں بخوشی پٹہ پر دوں گا ۔ اگر اطراف میں تری کی زمینات ہوں اور بیچ میں کائیران ہوتو اول تو جانور وہاں نہیں جاسکتا اور جاۓ بھی تو وہ وہاں کی گھانس کھا نہیں سکتا ۔ اطراف میں اگر تری کے نمبرات ہوں تو وہاں ہمیشہ نمی رہتی ہے اور وہ گھانس جانور نہیں کھا سکتا ۔ اگر بیچ میں ایسی کوئی زمین ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ زمین پٹہ پر دوں گا ۔

شری کے ۔ وینکٹ رام راؤ :— کیا وہاں دس فیصدی کی شرط نہیں لگائینگے ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی :— کچھ بھی نہیں لگائینگے ۔ چنانچہ بودھن میں میں اور مہدی نواز جنگ گئے تھے وہاں ایسی زمین کو پٹہ پر دینے کا جھگڑا تھا ۔ (۱۶۵) ایکر کا رقبہ ہے ۔ اوس کے اطراف میں تری زمینات ہیں ۔ اوس کا تعین کرنے کے بعد اوس زمین کو پٹہ پر اٹھانے کے احکام دۓ گئیے ہیں ۔ میں اوس وقت اس کا لحاظ نہیں رکھا کہ کائیران کے لئیے کتنے رقبہ کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ وہاں اس طرح کائیران رکھنا نہ ہوگا

ہے - تکمیل ضابطہ کے لئے محض اطمینان قلب کے لئے رکھی جاسکتی ہے - سمجھداروں کا یہ کام ہے کہ ایسی ہی زمین گائیران کے لئے چھوڑی جائے جو کارآمد ہو-

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—क्या समझदारी का तकाजा यह नहीं है कि जहां आप कहते हैं कि गासिबाना तौर पर कब्जा किया गया है लेकिन हम समझते हैं कि वे बराबर चार पांच साल से काश्त करते आये हैं लेकिन अेक पटवारी की गलती से या और किसी वजह से अुनके नाम बंदोबस्त में नहीं हैं तो अैसी हालत में अुन तमाम लोगों को मौका दिया जाय और अेक कमेटी मुकर्रर कर के तहकीकात करके देखा जाय कि अुनकी मांग सही है या नहीं ?

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— میں نے تفصیل سے کہا ہے - ہمارے پاس خدا کے فضل سے ایسا فرقہ موجود ہے جس کے نزدیک سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں ہے - حلف اٹھا کر بھی وہ جھوٹ بولنا گناہ نہیں سمجھتے - بلکہ جس کی لاٹھی اوس کی بھینس کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے کسی نہ کسی طرح اپنا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں - ایک فرقہ ایسا موجود ہے تو پھر ہم اون کے متعلق کیسے باور کریں کہ وہ سچ بولتے ہیں اور زبانی بیان پر کیسے پٹہ کرسکتے ہیں -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—जब आप कहते हैं कि किसी भी देहात में अक्सरियत में अिस तरह गायरान जमीन नहीं है तो आपको यह डर क्यों है कि झूटी शहादतें आयेंगी। अगर अेक झूठ शहादत आये तो दस सचाअी की शहादतें आप पेशकर सकते हैं और अिस तरह से यह मालूम करने का मौका मिल सकता है कि जो असल में काबीज हैं वे बोनाफाअिड (Bonafide) हैं या गलत हैं । यह दलील अिस सिलसिले में नहीं की जा सकती ।

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— موجودہ گورنمنٹ کو کافی طور پر اس کا علم ہے کہ میجاریٹی گائیران کے لئے زمین رکھنا چاہتی ہے - اس لئے اس کے متعلق کمیٹی مقرر کر کے تحقیقات کرنا وقت ضائع کرنے کے برابر ہوگا - میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہنومان بنانے گئے وہ بندر بن گیا - آپ مفت میں کریڈٹ حاصل کرنے گئے (آپ سے مراد آپ نہیں ہیں بلکہ بعض اصحاب ہیں) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گاؤں میں پانچ آدمی آپ کے موافق بن گئے تو ۹۰ آپ کے خلاف ہو گئے - جب تک ہمارے سامنے یہ واضح نہ ہو جائے کہ میجاریٹی گائیران کی زمین نہیں چاہتی جب تک اس کے متعلق قانون نہ بن جائے ہم گائیران زمین کو برخاست نہیں کرسکتے - میں ایک اور چیز کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - یہ کہا گیا کہ تاوان عائد کررہے ہیں بیدخلیاں عمل میں آرہی ہیں - میں نے پہلے کہدیا ہے کہ ہم نہ تو تاوان عائد کررہے ہیں نہ بیدخل کررہے ہیں بجز اس صورت کے کہ جہاں دس فیصدی سے کم رقبہ گائیران کا ہو - اور اس میں بھی ہماری گشتی کی بناء پر جو پٹہ کیا گیا ہے وہ بحال رکھا گیا ہے - ہم نے اس گشتی کے سلسلہ میں قانونی اصول کو بھی ملحوظ رکھ کر پٹہ کیا ہے - اور اس طرح جو پٹہ کیا گیا ہے وہ ہم

قائم رکھنا چاھتے ھیں - اس لئے کسی جائز قابض کو بیدخل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا - اب ھمیں یہ دیکھنا ھے کہ آیا اس گشتی سے عملی طور پر ھریجنوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکا یا نہیں - ھم نے اس وقت تک (۲۰۲۷۳۷) ایکر (۳۰) گنٹھ ھریجنوں کو پٹہ کیا ھے - اور (۴۲۲۱۹) خاندانوں میں یہ زمین بانٹی گئی - اسی طرح اون کے مکانات کے لئے (۱۶۳۷) یکر سوا نو گنٹھ زمین دی گئی - (۴۹۴۱) مکانات کے لئے یہ زمین دی گئی ھے -

شری جے - بی متیال راؤ (سکندرآباد - محفوظ) :— جو زمین ھریجنوں میں تقسیم کی گئی اس میں سے گائیران کی زمین کتنی ھے - اور خارج کھاتہ کتنی ھے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی - اس کے متعلق معلومات فراھم کرنا پڑیگا - میں نے اس کے متعلق حکم دیا ھے اور بورڈ سے ایک گشتی یہ دریافت کرنے کے لئے جاری کی گئی ھے کہ ھمارے ملک میں جملہ کتنی گائیران کی زمین ھے - کتنی پرمپوک ھے - اور خارج کھاتہ کتنی ھے - اس کا ایک تختہ بنایا جائیگا اور آنے والے جمعبندی کے پہلے ایسی تمام زمین اسپیشل لاؤنی رولس کے تحت ھریجنوں - بیک ورڈ کلاسس کے لوگوں اور بے زمین لوگوں میں تقسیم کی جائیگی - اور آئندہ ایک انچ زمین بھی باقی نہیں رکھی جائیگی اگر کوئی شخص مانگے گا تو بھی نہیں ملیگی - تاکہ یہ تمام جھگڑے جو غلط فہمی کی بناء پر دن بہ دن پیدا کئے جارھے ھیں وہ ختم ھو جائیں - ھم خالی باتوں کا جمع و خرچ نہیں کررھے ھیں بلکہ عملی طور پر کام کررھے ھیں - ھم حتی الامکان اس کی کوشش کریں گے کہ سال آئندہ کی جمعبندی یعنی نئے کے مہینے تک یہ پوری زمین تقسیم ھوجائے - اگر ایسا ھوتو مزید سات آٹھ لاکھ یکر زمین تقسیم ھو گی - اس طرح جملہ (۱۰) لاکھ ایکر زمین نئے لوگوں کو مل جائیگی - میں سمجھتا ھوں کہ میں نے آپ تمام اصحاب کا اطمینان کرادیا ھے کہ حکومت خالی باتیں نہیں کررھی ھے - بلکہ عملی قدم اٹھا رھی ھے -

شری مادھو راؤ سوائے (قندھار - محفوظ) :— سنہ ۴۷ ع میں جن جن ھریجنوں کو گائیران کی زمین تقسیم کی گئی تھی اوس پر خرچہ کرنے کے باوجود پھر واپس لے لی گئی - اس کے متعلق متعدد درخواستیں دی جاچکی ھیں ....

شری جے بی متیال راؤ :— کیا یہ زمین رضاکار گورنمنٹ کے زمانہ میں دی گئی تھی -

شری مادھو راؤ سوائے :— ممکن ھے رضاکار گورنمنٹ کے زمانہ میں دی گئی ھو مگر اب نتیجتاً واج میں واپس لی جارھی ھے - اس کا مطلب کیا ھے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— میں سمجھتا ھوں کہ جس وقت میں گشتیات کے مطالبات واضح کررھا تھا آپ نے اوس وقت دھیان نہیں دیا - میں نے یہ کہدیا ھے کہ جنھوں نے سنہ ۴۶-۴۷-۴۸ یا ۴۹ ع میں قبضہ کیا ھے چاھے وہ بلا اجازت کئے ھوں یا بہ اجازت کئے ھوں یا لاٹھی ھاتھ میں لیکر کئے ھوں اون سب کے نام پٹہ کیا جائیگا -

دےئے گئے - جس شخص نے سنه ۴۷ ع میں کسی زمین پر قبضه کیا هو اور اگر آج اس کو بیدخل کیا جارها هو تو اوس کے متعلق بتلائیے میں اوس کے قبضه کو جائز قرار دونگا به شرط هے که وهاں گائران کا دس فیصد سے کم رقبه نه هو - اس شرط کے تحت هی زمین دی گئی تهی اگر اس کے خلاف عمل کیا گیا هو تو غلطی سے کیا گیا هوگا اسکی اصلاح کی جاسکتی هے - آپ تشریف لائیے میں احکام جاری کرواتا هوں -

شری کے وینکٹ رام راؤ :- میں ایک چیز پوچهنا چاهتا هوں - جب گشتی (۱۶) منسوخ کی گئی اور اوس کے ساتھ هی جو درخواستیں پیش هوئی هیں اون پر فوراً عمل کرنا عهده داروں کا فرض تها - بهت سے لوگوں نے اس کے متعلق درخواستیں دی تهیں اون کا نقصان هورها هے - ایسے لوگوں کے حقوق کی حفاظت بهی ضروری هے - اس کے متعلق آپ نے کیا کیا -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :- میں نے تو یه کهدیا هے که قانون کا یه اصول هے که جو کوئی قانون نافذ کیا جاتا هے اور بعد میں منسوخ هو جاتا هے تو منسوخ شده قانون جس عرصه میں نافذ رها اور اسکے تحت جو عملیات هوئے وه بحال رهینگے - اگر عملیات نہیں هوئے تو وه لازماً ختم هو جائینگے -

Shri A. Guruva Reddy rose in his seat.

Mr. Deputy Speaker : This is not the occasion to put questions. The mover of the Resolution will make a speech.

Shri K. Venkatram Rao rose in his seat :

Some members objected,

Mr. Deputy Speaker : Because he was also one of the members who tabled the Resolution, I have givenhim permission to speak.

*شری کے - وینکٹ رام راؤ :- مختصراً مجهے اتنا هی عرض کرنا هے که بهت سی چیزیں اس آخری گشتی کی وجه سے پیدا هوئی هیں - بهت سے شکوک و شبهات کے ساتھ ساتھ بهت سی چیزوں کے بیجا استعمال کا بهی امکان هے - آنریبل منسٹر صاحب کی جو اسپیچ هوئی هے اس سے هم اس نتیجه پر پهنچ رهے هیں که پرمپوک کے اسٹاٹس (Status quo) کو ویسا هی رکها جانے والا هے - چهوٹے کاشتکاروں کو متاثر کرنے والے نہیں هیں - لیکن گائران کی حدتک همارا یه کامل ایقان هے که گاؤں کے لوگ جو قبضه کرکے کاشت کررهے هیں اور کاشت کرنے کے سلسله میں اس گاؤں والوں کو کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں هے اگر کوئی اعتراض هوسکتا هے تو وه حکومتی نشستوں پر بیٹهنے والوں هی کو هوسکتا هے - میں بطور واقعه که عرض کررها هوں که دو چیزوں کو کنفیوز (Confuse) کرنے کی کوشش کی جا رهی هے - هم گائران کو ختم کرنا نہیں چاهتے - لیکن جهاں کهیں لوگ کاشت کرلئے هیں اور اس

سے ۱۰ فیصدی کے رقبہ میں کمی ہوتی ہے - اگر وہ ۸ فیصد ہو جاتا ہے تو اس سے
قیاست برپا ہونے والی نہیں ہے اور نہ دنیا ڈوب جانے والی ہے بلکہ اس پر حقیقت
پسندانہ نقطہ نظر سے غور کرنے کی ضرورت ہے - ہمارا مطلب یہ ہے کہ گشتی ۱۶ بابتہ
سنہ ۱۹۵۲ع کے تحت کوئی انکروچھمنٹ (Encroachment) ہوتا ہے
تو اسکو آئندہ کے لئے ضرور روکئے - لیکن اب جیسا ہے ویسا ہی بحال رکھا جائے
اس حدتک ہمیں اختلاف ہے -

اسکے ساتھ ساتھ جہاں کہیں بھی درخواستیں پیش کی گئی ہیں وہاں عہدہ داران
مال کے تساھل سے عملیات نہیں ہوئے ہیں - حالانکہ پرانے احکام کے تحت جونہی
درخواست پیش ہوتی ہے فوراً عملیات ہونا چاہئے تھا - لیکن جیساکہ کہا جاتا ہے
سالگزاری عمر گزاری وہ صحیح ثابت ہوئی ہے - اسلئے محض اس وجہ سے کہ بعض
مقدمان دیہی سیں رسائد نہیں ہیں یا فیصل پٹی میں اندراج نہیں ہوا ہے اسکی سزا آپ
ہریجنوں کو اور غریب کسانوں کو دینا چاہتے ہیں - اس سے ہم متفق نہیں ہوسکتے -

Mr. Deputy Speaker : I shall put the resolution to vote : The question is :

"That this Assembly is of opinion that :

(*a*) pattas of lands on which penalties have been imposed for unauthorised cultivation be granted to the cultivating landless poor or to such cultivating poor peasants who have land only upto one basic holding as prescribed under the Hyderabad Tenancy and Agricultural Lands (Amendment) Act;

(*b*) all penalties imposed be remitted completely irrespective of any appeal preferred in the matter and that penalties already realised, if any, be refunded ;

(*c*) the recent orders of the Government regarding the previously cultivated gairan lands be withdrawn and the said lands be excised and given on patta irrespective of the fact that the remaining area of gairan is reduced to the minimum limit of 10% of the total cultivated acreage ;

(*d*) during the enquiry for patta of such lands instead of leasing them solely on the basis of Jamabandi records, oral evidence be made admissible along with 'on the spot' enquiry ;

(*e*) the remaining Government waste lands be given to landless and to poor peasants having an area equal to one basic holding as prescribed under the Hyderabad Tenancy and Agricultural Lands (Amendment) Act.

(*f*) the distribution work of such lands should be planned by taluk-wise land distribution Committees constituted of all political parties."

The Resolution was negatived.

Resolution re : revision of scales of pay of non-Gazetted employees

Mr. Deputy Speaker : Now, we will take up next resolution.

Shri Syed Akhtar Hussain (Jangaon) *:* I beg to move :

"That this Assembly is of opinion that while revising the scales of pay of non-gazetted employees in the wake of demonetisation of O.S. currency, the revised I.G. scales have been fixed in many cases appreciably lower than their I.G. equivalent, thus adversely affecting the initial pay, increment, efficiency bar and the maximum salary, resulting in economic hardship to the non-gazetted employees. The after-effects of demonetisation also have been altogether ignored, and no consideration has been given to the fact that the scales of pay in Hyderabad, especially of the lower categories, are already low.

This Assembly therefore strongly urges upon the Government of Hyderabad to fix the present scales of pay of all third grade and lower classes of employees in equal I.G. amount and to fix the scales of pay of other categories of Non-Gazetted employees in I.G. with a 10% increase in their basic pay."

Mr. Deputy Speaker : Resolution moved.

شری شرن گوڑہ انعامدار (اندولہ ـ جیورگی) :— اس ریزولیوشن کے شروع ہونے سے پہلے میں ایک درخواست کرنا چاھتا ھوں ـ یہ آخری نان افیشل ڈے (Non-official day) ھے لیکن جو ریزولیوشن پیش ھوا ھے وہ بہت اھم ھے ـ کچھ زیادہ وقت اس سے پہلے کے ریزولیوشن پر چلا گیا ھے ـ اب کچھ وقت بچا ھے وہ ڈیڑھ گھنٹہ ھے اسلئے اس پر ۸ بجے تک ڈسکشن ھونا چاھئے اسکے بعد آدھے گھنٹہ میں منسٹر صاحب جواب دیں ـ اس ریزولیوشن کے لانے کا مقصد یہ ھے کہ اسکیلس (Scales) ریوائز (Revise) کرنے سے جو نقصان ھوا ھے وہ نہو اور گورنمنٹ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے ـ اسلئے میں چاھتا ھوں کہ زیادہ بحث کرنے کے بجائے ھماری طرف سے دو تین اسپیکرس اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اسکے بعد منسٹر صاحب جواب دیں ـ

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—यह जो तजवीज हाअुस के सामने आअी है अुसकी में भी ताअीद करता हूं । जब हाअुस के सामने अेन. जी. ओज. (N. G. Os) की सैलरीज

(Salaries) के सिलसिले में अेडजर्नमेंट मोशन (Adjournment motion) लाया गया था तो अुस वक्त ऑनरेबल स्पीकर साहब ने सजेस्ट (Suggest) किया था कि चूंकि अिसके सिलसिले में अेक रेजोल्यूशन आया है, अुस वक्त अिस पर बहस की जा सकती है। यह रेजोल्यूशन बहुत अहम है और बहुत बडे पैमाने पर अव्वाम को मुतासिर करता है, अिसलिये हम चाहते हैं कि अिस सिलसिले में गवर्नमेंट की पॉलिसी साफ साफ सामने आये। अिस तरफ की मुख्तलिफ पार्टियों के तमाम लोगों ने तय किया है कि दो या तीन स्पीचेस हों। हम अुम्मीद करते हैं कि आठ बजे तक अिस डिवेट को बंद कर के ऑनरेबल फायनान्स मिनिस्टर के जवाब के लिये आठ ता साढेआठ समय रखा जाय ताकि आज ही अिस रेजोल्यूशन पर बहस खतम हो।

شریمتی شاهجہاں بیگم (پرگی) :— اسپیکر سر - میں سمجھتی ہونکہ اس ریزولیوشن پر ادھر کے لوگ بھی بات کرنا چاھتے ھیں اسلئے یہ ساڑھے آٹھ بجے تک ختم نہیں ھوسکے گا - اسلئے کل بھی اسکو موقع دیا جائے یعنی آئندہ موقع دیا جائے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—आयंदा कोअी मौका नहीं है। हमारे हिसाब से सिर्फ तीन दिन नॉनआफिशियल डे (Non-official day) के लिये हैं, आज का तीसरा दिन है, सेशन और आठ दिन बढाया जाय तो मुमकिन है अेक दिन मिले।

वित्तमंत्री (श्री. वि. के. कोरटकर) :— अिसके लिये अैसा कोअी तरीका नहीं है। अगर दोनों तरफ के लोग अपने ख्यालात गवर्नमेंट के सामने तफसील से रखना चाहते हैं तो हर अेक को मौका देना चाहिये। कोअी वजह नहीं है कि अिसके लिये टाअिम मुकर्रर कर दिया जाय। आपने कहा कि गवर्नमेंट की पॉलिसी मालूम होनी चाहिये। गवर्नमेंट की पॉलिसी तो पहले से ही आपके सामने है। गवर्नमेंट ने अेक गश्ती जारी कर दी है। अुसी में अुसकी पॉलिसी है। जो कुछ गवर्नमेंट ने किया है अुसके बारे में गवर्नमेंट पर असर पैदा करने के लिये आपके अच्छे अच्छे और बहुत से ख्यालात ज्यादा आदमियों की तरफ से पेश होने चाहिये। मैं समझता हूं कि गवर्नमेंट को जितने ज्यादा ख्यालात मालूम हो जायेंगे अुतना ही अच्छा होगा। अिसलिये अुस तरफ से और अिस तरफ से जितने भी बोलनेवाले हों अुनको डेढ घंटे तक मौका दिया जाना चाहिये। सब के विचार सामने आ जाने के बाद में अुस पर सोच सकता हूं।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—ऑनरेबल मिनिस्टर साहब को मैं यह याद दिलाना चाहता हूं कि शायद यहां और बाहर भी अुन्होंने यह जवाब दिया था कि नॉन गॅजेटेड ऑफिसर्स की तरफ से जो मेमोरेंडम पेश हुआ है अुसके सिलसिले में कन्सीडरेशन चल रहा है, या रिव्हाअिज (Revise) करने के बारे में वे सोच रहे हैं। और मैं समझता हूं कि यही सही मौका है जब कि गवर्नमेंट की पॉलिसी साफ तौर से हाअुस और जनता के सामने रखी जा सकती है। अिस तरह का प्राब्लेम सपोज करने के बाद अिस पर हुकूमत क्या सोच रही है वह हम चाहते हैं कि हाअुस के सामने आये। क्योंकि अिसके बारे में अेन. जी. ओज. में और अव्वाम में अेक तरह की अेंग्जायटी महसूस की जा रही है। अिसलिये बजाये अिस तजवीज के कि आठ बजे तक बहस हो और बाद में मिनिस्टर साहब जवाब दें, अगर मिनिस्टर साहब बहस के पहले भी अपनी पॉलिसी जाहिर करें तो अुसको भी मानने के लिये हम तैयार हैं।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- زیادہ ممبرس بولنا چاھتے تو میں نہیں سمجھتا کے ان کو روکنا چاھئے -

* شری سید اخترحسین :- جناب اسپیکر صاحب - جو قرار داد اس وقت معزز ایوان کے سامنے ھے اس میں نہ صرف یہ کہ نان گزیٹیڈ ملازمین کی تنخواھوں پر نظر ثانی کا مسئلہ شامل ھے بلکہ اس سے متعلق بہت سے معاشی سوالات پیدا ھوتے ھیں - اسلئے میں سمجھتا ھوں کہ اسپر جتنی زیادہ تفصیل سے بات چیت ھوسکے گی اتنا ھی زیادہ امکان ھے کہ آنریبل فینانس منسٹر صاحب کچھ قائل معقول ھوکر جو اپنی پالیسی پر جس ضد کے ساتھ اڑے ھوئے ھیں اس میں تبدیلی کرنے کی کوشش کرینگے - لیکن ابھی انکے چند جملوں سے ایسا معلوم ھوا کہ وہ اس میں تبدیلی کرنا نہیں چاھتے - لیکن بہر حال میں اسبات پر یقین رکھتا ھوں کہ آج نہیں تو کل وہ اسبات پر مجبور ھونگے کیونکہ تنخواھوں کے نئے اسکیلس کی پالیسی نہ صرف غیر منصفانہ ھے بلکہ دستوری اعتبار سے بھی میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ھوں کہ ایک غلط پالیسی ھے - جتنا بھی وقت مجھے ملا ھے اس میں میں مختصراً کچھ ضروری پوائنٹس (Points) ایوان کے سامنے رکھنے کی کوشش کرونگا - ۱۲- جولائی سنہ ۱۹۵۴ع کو ایک سرکیولر (Circular) کے ذریعہ نان گزیٹیڈ ملازمین کے پرانے اسکیلس میں تبدیلی کی گئی اور اس تبدیلی کی وجہ یہ بتلائی گئی کہ حالی سکہ ملک سے ختم ھو رھا ھے اور اسکی جگہ پر کلدار سکہ آرھا ھے - ھمیں یاد ھے کہ جب پچھلے سال ایوان میں سکہ کی نسبت بحث ھوئی تھی اور سب لوگوں نے اسپر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا - ساتھ ھی ساتھ اس جانب بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ ڈی منیٹائزیشن (Demonetisation) کی وجہ سے ھمارے ملک کے خاص طور پر ان طبقات پر جنکی آمدنی محدود ھے بہت مضر اثر پڑنے والا ھے - اور یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ایسے طبقات جو سرکاری ملازمین ھیں یا کار خانوں سے تعلق رکھتے ھیں یا مزدور پیشہ ھے ان پر جو اثرات پڑنے والے ھیں ان کے لئے حکومت کو کوئی ایسا قدم اٹھانا چاھئے کہ وہ نیوٹرلائز (Neutralise) ھو جائے - اسکے لئے ھم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ڈی منیٹائزیشن کی وجہ سے جو حالات پیدا ھونے والے ھیں اس میں یہ ضروری ھے کہ کم از کم دس فیصد کا انکریمنٹ (Increment) ملازمین کو دیا جائے - یعنی جن کی تنخواھیں کم ھیں ان میں حالی سکہ کو کلدار میں مبدل کرنے کی وجہ سے جو فرق پیدا ھوتا ھے کم از کم اتنا انھیں دیا جائے - چنانچہ اس مطالبہ کی بنیاد پر مختلف صنعتوں کے اندر اور دوسرے معاشی میدانوں میں مسلسل جدوجہد ھوتی رھی اور خود حکومت کو مجبور ھوکر مختلف صنعتوں کے تعلق سے ویج بورڈز (Wage boards) مقرر کرنے پڑے اور ان ویج بورڈس نے چھان بین کی ھے - مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہاں یہ بات عرض کرنی ھے کہ حکومت کے مقرر کردہ ویج بورڈ کی سفارشات کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا - اس بورڈ نے حکومت کو

مشورہ دیا تھا کہ ڈی مانی ٹائیزیشن کے نتیجے کے طور پر کاسٹ آف لیونگ (Cost of living) میں (½۲) فیصد کا اضافہ ہوگا۔ اسی لحاظ سے بیسک ویج جو ۲۶ روپئے ہے اس میں دو روپیے کا اضافہ کیا جائے۔گریڈس کی نظر ثانی میں اگر کم از کم اسکو ملحوظ رکھا جاتا تو کچھ نہ کچھ اشک شوئی ہو جاتی۔ لیکن اسکو بھی نظر انداز کردیا گیا۔ نہ صرف یہ کم تنخواہ پانے والے ملازمین میں اس بات کو نظر انداز کیا گیا بلکہ دوسری طرف اپنی طبقاتی پالیسی کی پیش رفت میں گزیٹیڈ ملازمین اور اعلی تنخواہ پانے والوں کو فائدہ پہنچایا گیا اور وہ ہر طرح مزے میں رہے۔ نان گزیٹیڈ طبقہ پریشان رہا اور وہ گڑھے میں گر گیا۔ میں حکومت کے اس سرکیولر کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں اس میں یہ پہلے صفحے پر کہا گیا ہے کہ

All the existing incumbents will be compulsorily brought on the revised I.G. scales of pay and their pay in I.G. scales will be regulated under Art 106 H.C.S.R.

میں حکومت سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف کم آمدنی والے طبقہ پر حکومت لازمی طور پر اپنا حکم عائد کرنا چاہتی ہے اور دوسری طرف جب گزیٹیڈ ملازمین کا سوال آتا ہے تو انہیں آپشن (Option) دیا جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ میں ابھی آپ کے سامنے چند مثالیں رکھکر یہ واضح کرنے کی کوشش کرونگا کہ کس طرح گزیٹیڈ ملازمین فائدہ میں رہے اور کسطرح گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ ملازمین میں ڈسکریشن (Discretion) برتا گیا۔ اور یہ کہاں تک حکومت کی غیر جانبدار پالیسی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ یہ بات صاف بتلاتی ہے کہ حکومت اپنی طبقاتی پالیسی کو روبہ عمل لانا چاہتی ہے۔ نان گزیٹیڈ کے مسئلہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ

.....at any stage of the revised pay scales, the pay will be fixed at that stage and in case it does not fit in at an exact stage the pay will be fixed at the next lower stage..."

دنیا کا یہ مسلمہ طریقہ ہے کہ جب کبھی ایسا کوئی اقدام کیا جاتا ہے تو اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کم معاش ملازمین کو کسی حدتک فائدہ ھی پہنچے انکا نقصان نہ ہو۔ اور یہ اصول اور زیادہ اہمیت اختیار کرلیتا ہے جب حکومت کو اپنے جمہوری ہونے کا دعوی ہو۔ لیکن اس کی بجائے اس اصول کو نظر انداز کرتے ہوئے یہاں ہائیر اسٹیج (Higher stage) کی بجائے لویر اسٹیج (Lower stage) رکھا جاتا ہے۔ اسطرح وہ ملازم کئی فائدوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسکو کئی طرح سے نقصان ہوتے ہیں اور میں اسکو مثالوں سے واضح کرونگا۔ ساتھ ھی ساتھ ایک عجیب و غریب قابل غور عمل یہ نظر آتا ہے کہ ایک طرف اعلی آفیسرس کا سوال آتا ہے تو ایسے محکمے جو فنی محکمے کہلائے جاتے ہیں اے کلاس آفیسروں کے ان ھی گریڈوں

کو برقرار رکھا جاتا ہے اور انہیں دوسری سہولتیں بھی دی جاتی ہیں - لیکن ان ھی محکموں کے دوسرے اور تیسرے درجے کے فنی گریڈوں کو کم کیا جاتا ہے - اور یہ کہدیا جاتا ہے کہ یہ انا ملی (Anomoly) چلی آرہی تھی - اسلئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا - جب درمیانی طبقے کا سوال آتا ہے تو حکومت کے پاس مختلف عذرات ہوتے ہیں - اور وہ بڑی بیبا کی کے ساتھ افسوس ناک حدتک غیر جمہوری طریقہ پر اس قسم کے حیلے حوالوں کی آڑ لینا چاہتی ہے - لیکن دوسری طرف برابر فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے - ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ آپ کا اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے - آپ کے پاس زبردست ڈسپیاریٹی (Disparity) ہے اس کو دور کیجئیے - اور اسطرح آپ اپنے بجٹ کو بیالنسڈ (Balanced) بناسکتے ہیں - لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا جس کو اطمینان بخش کہا جاسکے - بلکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت کی پالیسی رفتہ رفتہ ان ھی اصولوں پر چلرھی ہے جس سے اسکی طبقاتی پالیسی نشوونما پاسکے -

اسکے بعد مجھے ایک کوٹیشن (Quotation) کی طرف اشارہ کرنا ہے - یہ ایک ایسا کوٹیشن جو بالکل تازہ بہ تازہ ہے - حکومت نے جو کرپشن کمیٹی مقرر کی تھی اسکی رپورٹ ہمارے سامنے آئی ہے - اس میں کرپشن کی سب سے بنیادی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ عام طور پر نچلے اور درمیانی طبقے کے ملازمین سرکار کی تنخواہیں بہت کم ہیں - جب تک اس جانب توجہ نہ کی جائے جب تک انہیں ساجی امینیٹیز (Amenities) نہ دی جائیں اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں کیا جاسکتا - اس کمیٹی کو خود حکومت نے مقرر کیا تھا اور اس نے کرپشن کی یہ وجہ بتلائی ہے - ایک طرف تو کمیٹی نے جس پر حکومت نے کافی صرفہ کیا یہ سفارشات پیش کیں اور دوسری طرف ان سفارشات پر کوئی عمل نہیں ہوتا - یہ مسئلہ بیسیوں دفعہ کابینہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا - ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس طرح ڈسپیاریٹی بڑھتی جا رہی ہے - اسکا اثر نظم‌ونسق پر اور افیشنسی پر پڑھتا ہے اور یہ ایک چکر بنجاتا ہے جس سے ہم نہیں نکل سکتے - اسلئے ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ اسکے متعلق پہلو پر غور کرنا صحیح نہیں ہے - بلکہ اس کے دوسرے پورے پہلووں پر غور کرنا ہے - آج ایک ایسے طبقے کا سوال ہمارے سامنے ہے جو ہزاروں کی تعداد میں ہے - یہ طبقہ نظم و نسق چلانے والا ہے - اسکے ساتھ اگر نا انصافی کی جاتی ہے اور کم گریڈس رکھے جاتے ہیں انہیں دوسری سہولتیں نہیں دی جاتیں تو اسکا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ افیشینسی گرتی جائیگی - اور جو بے اطمینانی پیدا ہو رہی ہے وہ بڑھتی جائیگی - اور حکومت اس بڑھتی ہوئی بے اطمینانی کا مقابلہ نہ کرسکیگی - اور جیسا کہ سمجھا جاتا ہے اسکو مذاق کے ساتھ ٹالا نہ جاسکیگا - میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ جو اسکیلس اب مقرر کئے گئے ہیں ان پر نظر ثانی ضروری ہے - کئی صورتوں میں حالی کو کلدار کرنے میں کم کرکے گریڈ مقرر کئے گئے

هیں - اور بعض صورتوں میں انتہائی گریڈ کو کم کیا گیا ہے - اور کہیں انکریمنٹس متاثر ہوئے ہیں - اسطرح ایک طویل المدت نقصان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے - میں ایوان کے سامنے مثال کے طور پر اس واقعہ کو رکھنا چاہتا ہوں کہ مینیل اسٹاف اور فراشوں کا گریڈ (۲۰ - ۱ روپیہ - ۲۵) سکہ حالی تھا - اسکو کلدار میں ۱۸ - تا ۲۱ ۸ آنے انکریمنٹ کے ساتھ کیا گیا ہے - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ کی بجائے ۱۸ کیا گیا ہے لیکن بیچ میں ایک روپیہ حالی کی بجائے جسکے معادل ۱۳ آنے ۹ پائی کلدار ہوتے ہیں انکریمنٹ کو ۸ آنے کلدار کیا گیا ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس ملازم کا ماہانہ ۵ آنے ۹ پائی کا نقصان ہوتا ہے اس حساب سے اسکا سالانہ نقصان کا اندازہ لگائیے - یہ نقصان اس کی پوری سرویس میں چلتا رہتا ہے - بظاہر یہ آنے پائی کی بات معلوم ہوتی ہے لیکن ملازم کے لئے یہی بڑی اہمیت رکھتی ہے - میں نے مثال کے طور پر ایک چیز کو سامنے رکھا ہے - تھرڈ گریڈ کے ملازمین کی بھی یہی صورت حال ہے - نقصان بڑھتے بڑھتے حکومت کے لئے لاکھوں روپئے بچت کا باعث ہوتا ہے - دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ گزیٹیڈ اور اے کلاس میں کیا عمل ہوا - مثال کے طور پر اے کلاس آفیسروں کا گریڈ (۹۰- ۱۲۷۵ - ۱۰۰۰) حالی تھا اور ٹائیم اسکیل ۱۲ سال تھا - اس کو روائیز کرکے ٹائیم اسکیل ۸ سال کردیا گیا - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جن ملازمین کی سرویس ۱۱ سال تھی انہیں ٹائیم اسکیل ملنے سے تین سال کا کافی بقایا ملا - حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تقریباً ۱۰۰ آفیسرس ہیں جنہیں تین سالہ انکریمنٹس ملنے کی وجہ سے کافی فائدہ پہنچا ہے - اور اسطرح حکومت کے بجٹ پر ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپئے کا بوجھ عائد کیا جاتا ہے - میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں - ممکن ہے حساب میں کچھ تھوڑی بہت کمی بیشی ہوسکے - لیکن تخمیناً اتنا صرفہ عائد ہوگا - اسطرح اعلی آفیسرس کو سہولتیں گریڈوں کی تبدیلی میں دی گئیں - انہیں آپشن دیا گیا کہ وہ یا تو پرانے گریڈمیں رہیں یا نئے گریڈ ۸۰۰تا ۱۲۵۰ کو قبول کریں - اسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ادنی ملازمین کے ایک روپئے کے انکریمنٹ کو ۸ آنے بنایا جاتا ہے لیکن ۹ سو حالی کو آٹھ سو کلدار بنا کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کیا - ہم نے بڑا تیر مارا ہے - بڑا انصاف کیا ہے - جز معاش ملازمین کو اسطرح دھکا پہنچا کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آٹھ بارہ آنے کے گھٹ جانے سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا - لیکن جب کسی آفیسر کا سوال آتا ہے جو ۹ سو تا ۱۰ سو کے گریڈ میں ہوتا ہے اوسکے گریڈ کی تبدیلی کا سوال ہوتا ہے تو حکومت اپنی پالیسی کو بھول جاتی ہے اوسکو ۸ سو تا ۱۲ سو کے گریڈ میں لاتے ہیں اور اسٹارٹینگ (Starting) میں اسکو کافی اضافہ ملجاتا ہے - نہ صرف یہ کہ انکو اسطرح فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ جنکی آمدنیاں معقول ہیں انکی آمدنیوں میں مزید اضافہ کرکے اونکی سرپرستی کی جاتی ہے - اسکے معنی یہ ہوئے کہ جز معاش لوگوں کا حکومت کوئی خیال نہیں کرتی اور یہ سمجھتی ہے کہ ان کے لئے ہمارے دربار میں کوئی جگہ نہیں ہے - میں نے اس قسم کی دو مثالیں جو پیش کی ہیں کیا حکومت اس سے انکار کرسکتی ہے -

اوس سے کتنا بوجھ حکومت کے خزانہ پرپڑ رہا ہے - کیوں اسکی کوشش کی گئی کہ جنکی آمدنیاں معقول ہیں انکی آمدنیوں میں اضافہ کیا جائے اور دوسری طرف کم آمدنی والوں کی جیبوں پر چھاپا مارا جائے - انکے گریڈس کے رویژن (Revision) میں بھی پالیسی ہمارے دیکھنے میں آتی ہے - حکومت کی اسی پالیسی کا ریفلکشن (Reflection) ہمارے سامنے آتا ہے - اسکے بعد بھی یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ہم ہی غریبوں کے حامی ہیں - ہم ہی غریبوں کے مولا ہیں - ہم ہی نے اونکے دکھ درد کو دور کرنے کا ٹھیکہ لیا ہے - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا صرف ان نعروں کو لیکر ہمارا کوئی بھی وزیر کوئی بھی کانگریسی ابڈر آج اس بات کی ہمت رکھتا ہے کہ وہ عوام کے سامنے جائے - اور یہ کہے کہ ہم غریبوں کے حامی ہیں ہم غریبوں کے مددگار ہیں - ہم نے غریبوں کے لئے اچھے اچھے قانون بنائے ہیں - کھیتوں میں - مدرسوں میں - کارخانوں میں دفاتر میں کہیں بھی جائیے اور جا کر اون سے یہ بات کہئے پھر دیکھئے کہ آپکو کیا جواب ملتا ہے - اسلئے میں حکومت سے عرض کرونگا کہ وہ جو عمل بھی اختیار کرے اس میں جمہوری نقطہ نظر کا دخل ہونا چاہئے - جمہوری اصولوں کو اس میں مضمر رکھنا چاہئے - اگر وہ ایسا نہیں کررہے ہیں تو میں یہ کہنے میں کوتاہی نہیں کرونگا کہ وہ غلطی کررہے ہیں - آپکے تدبر کے سارے دعوے باطل ثابت ہوکر رہیں گے - ریوائیزڈ اسکیل آف پے (Revised scale of pay) میں ایسی بہت ساری باتیں ملتی ہیں جسکی جانب نان گزیٹڈ امپلائیز یونین (Non-Gazetted employees union) نے حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے اور اخبارات میں بھی اوسکا خلاصہ شائع ہوچکا ہے - لیکن آنریبل منسٹر فار فینانس کے بیان سے ایسا معلوم ہوا کہ انکے مطالبات ردی دان کے نذر ہوگئے یا برف دان میں رکھدئے گئے - میں آنریبل فینانس منسٹر سے خواہش کرونگا کہ وہ از خود اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس پرغور کریں کہ انکے دلائل کس حد تک جمہوری ہیں اور وکس حدتک قابل قبول ہیں - اگر نان گزیٹیڈ ملازمین کے مطالبات میں کوئی معقولیت ہے تو حکومت کو یقیناً انکے مطالبات قبول کرنے چاہئیں - اور اگر حکومت اس کے لئے تیار نہیں ہے تو میں مجبوراً کہونگا کہ حکومت یہ ایسی غلطی کر رہی ہے جسکا خمیازہ اوسکو بھگتنا پڑیگا -

[*Shri Annarao Ganamukhi* (*Chairman*) *in the chair*]

اس مسئلہ کے ایک اور پہلوکی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ پہلو گرانی الونس اور بھتے سے تعلق رکھتا ہے - جب ہندوستان میں اشیائے مایحتاج کی قیمتیں بڑھنے لگیں گرانی میں دن بدن اضافہ ہونے لگا تو وہاں پے اینڈ سرویس کمیشن (Pay and Service commisssion) مقرر کیا گیا تاکہ از سرنو شروح تنخواہ وغیرہ پرغور کیا جاسکے - چنانچہ حیدرآباد میں بھی اوسی قسم کا پے اینڈ سرویس کمیشن مقرر کیا گیا اور شروح تنخواہ پر نظر ثانی کی گئی - لیکن فرق اتنا ہوا کہ وہاں جس طریقہ پر پے اینڈ سرویس کمیشن کی سفارشات کو منظور

کیا گیا اون شروع تنخواہ کو یہاں ملحوظ نہیں رکھا گیا ۔ تقابل کے لئے میں عرض کرونگا کہ وہاں پچاس روپیہ تنخواہ پانے والے کے لئے ۲۰ روپیہ گرانی الونس منظور کیا گیا اور اس کے بالمقابل یہاں پچاس روپیہ تنخواہ پانے والے کے لئے ۱۰ روپیہ گرانی الونس اور ۳ روپیہ الونس کرایہ مکان ۔ اس طرح جملہ ۱۸ روپیہ منظور کئے گئے ۔ ۱۰۰ روپیہ تنخواہ پانے والے کے لئے وہاں ۴۰ روپیہ گرانی الونس منظور کیا گیا اور یہاں ۲۰ روپیہ کیلئے گرانی الونس ۷ روپیہ منظور کیا گیا ہے ۔ اس حقیقت سے ہم سب واقف ہیں کہ جس تناسب سے گرانی میں اضافہ ہوا ہے اوسی تناسب سے گرانی الونس اور بھتہ نہیں دیا جا رہا ہے ۔ پے اینڈ سرویس کمیشن کے سفارشات کو پورا پورا منظور نہیں کیا گیا اور خود مرکزی حکومت میں بھی پورا پورا لاگو نہیں کیا گیا ہے ۔ ریگے کمیٹی کی سفارشات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ایک چیز صاف ہوجاتی ہے کہ حیدرآباد کا معیار زندگی بمبئی اور مدھیہ پردیش سے کسی طرح کم نہیں ہے ۔ ریگے کمیٹی کی سفارشات میں یہ چیز صاف طور پر کہی گئی ہے ۔ بلکہ حیدرآباد کا اسٹینڈرڈ آف لائف (Standard of life) بعض صورتوں میں ۱۰ فی صد زاید ہے ۔ اس لئے میں کہوں گا کہ مدراس یا کسی دوسرے اسٹیٹ سے اس کا مقابلہ کرنا درست نہ ہوگا ۔ ریگے کمیٹی کی سفارشات آپ پڑھیں تو یہ چیز خود بخود واضح ہو جاتی ہے ۔ جب ہم پرانے اسکیل اور نئے اسکیل کا مقابلہ کرتے ہیں اور اسی تناسب سے قیمتوں کے بڑھتے ہوئے اعشاریہ پر غور کرتے ہیں تو لازماً اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس میں کوئی تناسب و توازن نہیں ہے ۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ حکومت ویجس بورڈ کی سفارشات کی حد تک بھی آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ ملازمین دو طرح کی مشکلات میں مبتلا ہوگئے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ پہلے کے گریڈوں میں کمی ہوگئی جس کی وجہ سے معاشی مشکلات میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا ۔ دوسرے یہ کہ ڈیمانی ٹائیزیشن کے بعد سے جو اثرات ہماری روزمرہ زندگی پر پڑے ہیں اور خاص طور پر ملازمین سرکار پر جو برے اثرات پڑے ہیں اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کل تک جو لوگ اپنے آپ کو درمیانی طبقے سے تعلق رکھنے والا فرد سمجھتے تھے آج اپنے معاشی مشکلات اور تنگ حالی کی وجہ سے اتنے پست ہوگئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو نچلے طبقہ کا فرد سمجھنے پر مجبور ہوگئے ہیں ۔ اگر ان کی جانب توجہ نہ کی گئی تو ان کی حالت اور پست ہوجائے گی ۔ اس کے نتیجے میں جمہوریت کے ڈھانچے پر جو برے اثرات پڑیں گے وہ کسی کی نظر سے مخفی نہیں ہیں ۔ جس وقت ہم اپنے اون لوگوں کے لئے جن کا تعلق سرکاری محکموں سے ہے تنخواہوں کے نئے شروح مقرر کرتے ہیں ، دو باتوں پر غور کرنا چاہئے ۔ ایک تو یہ کہ جو غیر معمولی فرق بڑے افسروں اور چھوٹے ملازمین میں ہے اوس کو گھٹانا چاہئے ۔ اس کی وجہ سے ایک صحت مند نظم و نسق کے قیام میں بڑی مدد ملیگی ۔ اور کرپشن (Corruption) و رشوت ستانی کا جو رونا رویا جا رہا ہے اوس میں فرق پڑجائے گا ۔ دوسرے یہ کہ گرانی کی جو حالت ہے اوس کے تناسب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ۔ جس طرح مرکزی حکومت نے گیڈگل کمیٹی کی سفارشات

کو منظور کرتے ہوئے ۵۰ فی صد گرانی الونس کو بنیادی تنخواہ کا جزو قرار دینے کی منظوری دیدی ہے اوسی طرح یہاں بھی عمل ہونا چاہئے ۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ یہاں گرانی الونس پے اینڈ سرویس کمیشن کی سفارشات سے بھی کم دیا جا رہا ہے ایسی صورت میں حکومت کو ۵۰ فی صد گرانی الونس کو بنیادی تنخواہ میں مرج (Merge)کرنے کی منظوری دینے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔

مسٹر چیر من :- یہ کن کے لئے ۔

شری سید اختر حسین :- میں نان گزیٹیڈ ملازمین کے متعلق کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر چیرمن :- کیا گیڈ گل کمیٹی کی سفارشات نان گزیٹیڈ ملازمین کے بارے میں ہیں؟

شری سید اختر حسین :- نان گزیٹیڈ اور گزیٹیڈ دونوں کے لئے ہیں ۔

اس کے بعد میں نئے اسکیل آف پے (Scale of pay) کے تعلق سے خاص طور پر چوتھے درجے کے ملازمین کی جانب حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جن میں چپراسی اور مینیل اسٹاف (Menial staff) شامل ہے ۔ ان کے شروع تنخواہ پہلے سے ہی بہت کم تھے ۔ بڑے افسوس کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ میونسپل ورکرس (Municipal workers) کی جوبیسک ویج (Basic wage) ہے وہ ۵۶ روپیہ تک پہنچتی ہے لیکن چپراسی بیچارہ اوس سے بھی گئی گذری حالت میں ہے ۔ برخلاف اس کے مرکزی حکومت کے چپراسیوں کو تنخواہ کہیں اس سے زیادہ ملتی ہے ۔ ہمارے یہاں کے تیسرے درجے کے اہلکاروں کو جو بیسک پے (Basic pay) ملتی ہے جب اوس کا مقابلہ مرکزی حکومت کے چپراسی کی تنخواہ سے کیا جائے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے چپراسی کی تنخواہ اور یہاں کے تیسرے درجے کے اہلکار کی تنخواہ مماثل ہے ۔ اسی طرح حیدرآباد کے میونسپل ورکرس کو جو ویجس، گرانی الونس اور بھتہ ملتا ہے اوس سے کم دفاتر کے چپراسیوں اور مینیل اسٹاف کی تنخواہیں ہیں ۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ نظرثانی کرتے وقت سب سے پہلے مینیل اسٹاف کی طرف توجہ کرنی چاہئے ۔

اس طریقے سے تدریجی طور پر ہمارے مطالبات یہ ہیں کہ ڈی مانیٹائیزیشن (Demonetisation) کے اثولت کو دور کرنے کے لئے ۱۰ فی صد کا اضافہ ہونا چاہئے ۔ دوسرے یہ کہ ملازمین کو وہی تنخواہ سکہ کلدار میں دی جائے جو انہیں سکہ حالی میں دی جاتی تھی ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پے کمیشن کی سفارشات کی بنیادوں پر گرانی بھتہ میں اضافہ کیا جائے اور اوسی لحاظ سے اس کا ۵۰ فی صد بیسک تنخواہ میں مرج (Merge) کیا جائے ۔ ان مطالبات کو حکومت کے سامنے رکھتے ہوئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ نہایت خلوص کے ساتھ حکومت سے گزارش کروں کہ اس مسئلہ سے متعلق یہ نہ تصور فرمایا جائے کہ یہ سوال اپوزیشن کی جانب سے اٹھایا گیا ہے ۔ اس میں پارٹی کا کوئی سوال نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا سوال ہے اور ایسا مطالبہ

ھے جس پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جانا چاھئے۔ یہ ھمارے ملک کا ایسا بنیادی سوال ھے جس کا تعلق ھمارے معاشی نظام سے ھے۔ اس لئے ھمیں اس پر متحدہ طریقے سے اشتراک عمل کا جذبہ لیکر غور کرنا چاھئے ۔کسی ضد یا ھٹ دھرمی کا تصور پیدا نہ ھونا چاھئے اور یہ خیال نہ کرنا چاھئے کہ ایک مرتبہ ھم ایک کام کرچکے ھیں اس لئے اس میں دوبارہ تبدیلی کریں تو اس سے ھمارے وقار کو دھکا پہنچنے کا اندیشہ ھے اگر یہ خیال پیدا ھو تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑیگا کہ اس عمل سے اس جمہور دشمن پالیسی سے وہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے پیش کریں تو اس کے برے اثرات پڑنے والے ھیں ۔ وہ اس بات کے ذمہ دار ھیں کہ اون کی اس غلط پالیسیوں کی وجہ سے اون لوگوں کی وفاداری بھی مشتبہ ھو جائے گی جن کی وفاداری کی حکومت دعویدار ھے . . . .

گورنمنٹ سرونٹس کے لئے گورنمنٹ کی وفاداری ضروری سمجھی جاتی ھے اور مجھے یقین ھے کہ آج جتنے ملازمین سرکار ھیں وہ وفاداری کے ساتھ حکومت کی خدمت کررھے ھیں لیکن اونکی وفاداری متزلزل کرنے کے لئے اگر حکومت اپنی جانب سے ایسے اقدامات کرتی ھے تو پھر ایسی حکومت کے جمہوری کاروبار میں خلل پڑنے کا اندیشہ ھے ۔ اس لئے میں حکومت سے اور خاص طورپر آنریبل فینانس منسٹر سے درخواست کرونگا کہ اس سلسلہ میں تفصیلی طور پر چھان بین کریں اور اس پر نظرثانی کرنے کے لئے اپنی آمادگی کا اظہار کریں اور ایک کمیشن قائم کریں جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے غیر جانبدار لوگوں اور فنداں لوگوں کو نمائندگی دیجائے کیونکہ یہ ایک ٹیکنیکل مسئلہ ھے اس لئے اس کو ایسے لوگوں کے ھی حوالے کرنا ضروری ھے جو صحیح مشورہ دے سکیں ۔ اوسکی رپورٹ اور سفارشات کی بنیاد پر حکومت قدم اٹھائے ۔ لیکن اسکے برخلاف اس کو حل کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ھے وہ مناسب نہیں ھوسکتا ۔ اس کی وجہ سے ایک خرابی پیدا ھورھی ھے کہ ایک طرف تو ملازمین سرکار میں بے اطمینانی بڑھ رھی ھے اور دوسری جانب حکومت یہ سمجھ بیٹھی ھے کہ جو کچھ اوس نے کیا ھے وہ ٹھیک ھے اور اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ھے ۔ اس لئے حکومت کو چاھئے کہ وہ اس مسئلہ کو غیر جانبدارانہ طریقہ سے ھی حل کرے ۔ اور کم از کم اس فیصلہ پر نظرثانی کرنے کے لئے اسکو ایک کمیشن کے حوالے کیا جائے ۔ کمیشن جو سفارشات پیش کرے اوس پر عمل کیا جائے ۔ یہ ملک کا سب سے اھم مسئلہ ھے ۔ اوسکی وجہ سے درمیانی طبقہ متاثر ھورھا ھے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یقین رکھتا ھوں کہ میں نے جو تجویز فینانس منسٹر صاحب کے سامنے رکھی ھیں اون پر غور کیا جائے گا ۔ میں یہ بھی چاھتا ھوں کہ میرے پاس جو اعداد وشمار اور دلائل ھیں اونکی تفصیلات کو ایک میمورنڈم کی شکل میں اپنی پارٹی کی جانب سے حکومت کے سامنے پیش کروں ۔ چونکہ یہاں وقت کم تھا اس لئے زیادہ تفصیلات ھاؤز کے سامنے نہیں رکھ سکا لیکن مجھے یقین ھے کہ کم از کم فینانس منسٹر صاحب ضرور اپنی پالیسی کا اظہار کرینگے اور یہ نہ سمجھینگے کہ اس کو محض ٹاک اوٹ کرنے کے لئے یا تفریح کی خاطر لایا گیا ھے ۔ بلکہ اسپر (Talk out)

سنجیدگی سے غور کریں اور دوتین تقاریر کے بعد پندرہ بیس منٹ کے اندر اپنی پالیسی کا
اظہار کریں کہ اس مسئلہ پر نظرثانی کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے ۔

Shri V. D. Deshpande : I wish to speak a few words in five minutes.

Shri K. Ananth Reddy : I would like to move an amendment to the main resolution.

Shri V. D. Deshpande : The resolution should be supported before an amendment is moved. I want to support it in a few words. Then the hon. Member could move his amendment.

Mr. Chairman : Is it necessary ?

Shri V. D. Deshpande : It is necessary to support the resolution.

I wish to express a few points regarding the resolution. Firstly.......

Mr. Chairman : If the amendment is also moved, then it will be openfor the hon. Member to comment upon it as well.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

"That at the end of the resolution instead of a fullstop, substitute a semi-colan and add the following :

"and urges further that an option to accept or reject the new scales of pay may be given to non-gazetted employees, as envisaged in the Hyderabad Civil Service Rules".

Mr. Chairman : Amendment moved.

Shri Syed Akhtar Hussain : I accept the amendment.

* *Shri V. D. Deshpande :* Along with the amendment, the resolution is before the House and I stand here to support it and say a few words. Firstly, I wish to point out to the Government that it is absolutely necessary for the Government to give an indication of their policy regarding the low-paid staff in the new structure. It was expected, as per the promises made by the Congress Party, that they will be doing justice to the low-paid staff. We were expecting that as far

as the N. G. Os are concerned, while revising the scales because of demonetization, there will be an indication of the Government's policy in this respect. I wish to state that we find that instead of doing justice to the underdog, instead of making their pay, possibly, equivalent to the same as in part A States, the Government has, in fact, taken advantage....

Mr. Chairman: I think what the hon. Member means is equal and not 'equivalent'.

Shri V. D. Deshpande:...Government has taken advantage of this revision to cut down certain pay scales. This has been brought before the Government through the memorandum of the N. G. Os and I would simply like to point out two or three examples here. A person who was getting Rs. 150 O.S.—should get an equivalent of I.G.Rs. 128-9-0, will now get under Government's orders Rs. 125, thereby putting him at a disadvantage of Rs. 42-2-0 per year. Similarly in case of a person drawing a pay of O.S. 150, equivalent being I.G. Rs. 129, will be given Rs. 125 thereby putting him to a loss of about Rs. 48 a year. Similarly, a person who was getting O.S. Rs. 195 and whose equivalent pay ought to be I.G.Rs. 167 will get Rs. 165, thereby putting him to a loss of Rs. 24 a year. This list can be repeated by giving several other examples. It is found that the Government instead of giving equivalent I.G. has in fact reduced the pay. We feel that it is not justified. It has affected them not only from the point of view of actual pay, but from the point of view of increment and efficiency bar and has created many hardships. Therefore, our suggestion through this resolution is this: In any case, there should be no reduction in their pay on the plea of converting the pay into I.G.

Secondly, we wish to point out to the Government that when the resolution regarding demonetization was before the House, we had pointed out that when the conversion takes place, the low-paid employees will be put to loss. The experience of the last two years has amply proved that the prices of small things because of the conversion from O.S. to I.G., have appreciably gone up and to-day a person when he has to purchase certain retail goods, has to pay much more than what he paid formerly. Because of this it is necessary that while revising the scales of pay this point should be taken into consideration.

Thirdly as has been pointed out, our scales of pay are much lower than many of the States and if we are to do justice to the low-paid staff, Government must also think in this direction.

Fourthly, as has been pointed out by the mover of the resolution, consolidation of Dearness Allowance with basic pay has taken place at the Central Government level. It is high time that the Government of Hyderabad also moves in this direction and consolidate 50% of the Dearness Allowance with the basic pay, thereby giving certain relief immediately as regards increment and other facilities.

Lastly, Sir, I wish to point out that the hon. Finance Minister at that time had agreed that taking into consideration the increase in prices due to demonetization he will be ready to give certain increments after a period of experience. I think probably Government has gone through that period of experience and now the time has come for the Government to take into consideration this fact also.

We have suggested that as far as third grade scales and the lower grades are concerned, the employees should be paid in equal I.G. thereby effecting an increase of about 16% in their actual pay. This will give a sort of relief to the fourth-grade and third-grade class and thereby some sort of increase in the present level of pay may be effected. If the Government feels that due to demonetization, there has not been so much increase in prices as we feel, even then, giving equal I.G. is suggested, in view of the fact that their scales of pay have been too low already and all the parties have accepted that the low class staff paid much less than what is necessary for their livelihood. If we are to stick up to the principle of living wages, let alone living wages, subsistence wages—paying the lower class in equal I.G. will be not going too far, but will be doing justice to them.

As regards the higher class of N. G. Os. i. e., the first and second grades, we have suggested that an increment in their basic pay may be given to the extent of 10%. Thereby they would not be paid equal I.G. as such, but it will not be less compared to their present pay. These are some of the suggestions and the matter being very technical, at this stage we do not feel competent to go into all the details as such. The N. G. Os who are affected have put their case very squarely and properly before the Government and my only request,

on behalf of the Peoples Democratic Front, and I also, on behalf of the entire Opposition, is that Government should not deal with this matter off-hand, but they should give serious consideration to the representations made by the N. G. Os and as far as I know even in the Government Departments themselves—I do not know how far the Government has taken into confidence their various Secretaries and the Chief Secretary in this respect and how far the implications were worked out. I will simply request the Government that the Departments should be taken into confidence on such matters and the N. G. Os. union has also to be taken into confidence.

When we take up the question of the Anti-Corruption Report, I will go into more details, but on this point, I have to say that if we want to avoid corruption in the various Departments, one of the pre-requisites is this : that there should be some understanding between the employees and the employers. It is only through mutual understanding between the Government servants and the higher authorities, that we can put a stop to corruption and one of the way out of that is that on matters of vital importance like scales of pay, there should be mutual understanding and mutual exchange of views. I hope Government will pay sufficient attention to our request and take a serious note of these matters. I had no intention of speaking on this resolution and as such I am not going into the details. I wish only to emphasize before the Government that this matter is of particular importance because it is affecting the machinery through which we want to implement all the schemes; it is affecting the very machinery, through which we want to fulfill our development plans, community projects and various other schemes and if we cannot keep this machinery satisfied by giving them a living wage and by looking to their day-to-day needs, probably we cannot create a machinery which will be helpful to us. It is from this point of view we feel that the Government should pay sufficient attention and accede to the demands put forward by them. I hope this resolution will be agreeable to the Government and they will agree to implement it.

شری کے - اننت ریڈی :— اس مسئلہ کی اہمیت کے مد نظر پہلے بھی اس مسئلہ کو ایک اڈجورنمنٹ موشن کی شکل میں لایا گیا تھا - اس کے بعد شارٹ نوٹس کوئسچن اس کے متعلق پوچھا گیا تھا اور اب ایک ریزولیوشن کی شکل میں یہ مسئلہ ہاؤز کے سامنے آیا ہے - مجھے یاد ہے کہ شارٹ نوٹس کوئسچن کے جواب میں آنریبل منسٹر نے کہا تھا کہ نئے اسکیلس جو مقرر کئے جا رہے ہیں اونکی وجہ سے کوئی نقصان ہونے

والا نہیں ہے - میں نے اوس وقت چند اگزاسپلس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ اسکی وجہ سے اون کا سالانہ اکیومیلیٹیولاس (Accumulative loss) ہورہا ہے - کیا اس کو منسٹر صاحب لاس تصور نہیں کرتے - اس کا جواب بھی آنریبل منسٹر نے کچھ اس طرح دیا تھا کہ حکومت کی پوزیشن صاف طور پر معلوم نہ ہوسکی - در اصل آج جو مسئلہ پیش ہے وہ پوری ریاست کی سرویسس کا مسئلہ ہے - اس نئے اسکیل سے وہ لاکھوں لوگ متاثر ہونے والے ہیں جو حکومت کی مشینری کی بنیاد کہلائے جاسکتے ہیں - جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں تو یہ چیز ہمارے سامنے صاف طور پر رہنا چاہئے کہ حکومتی مشنری کے جو دو اجزاء ہیں گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے - یہ ہوسکتا ہے کہ حکومت چلانے والے اوپر کے گزیٹیڈ آفیسرس ہیں اور انکے اشارہ پر حکومت کے وزراء عمل کررہے ہیں لیکن یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ نان گزیٹیڈ ملازمین کے ساتھ حکومت اسٹپ مدرلی اٹیٹیوڈ (Step-motherly attitude) رکھتی ہے میرا حکومت پر یہ چارج ہے - میں حکومت سے یہ پوچھنا چاھتا ہوں کہ جب نیو اسکیلس (New scales) انٹراڈیوس (Introduce) ہوئے تو اوس وقت گزیٹیڈ آفیسرس کو کیوں چوائس (Choice) دیا گیا اور نان گزیٹڈ ملازمین کو کیوں نہیں دیا گیا - ہمارا صاف حکومت سے یہ سوال ہے - حیدرآباد سیول سرویس رواس کے تحت یہ ہونا چاھئے کہ جب نیواسکیلس انٹراڈیوس ہوں یا ایک ملازم کے لئے اسکیل میں تبدیلی ہو تو اسکو آپشن ملنا چاھئے - میں نے شارٹ نوٹس کوئسچن کے تحت بھی سوال کیا تھا تو آنریبل منسٹر نے کہا کہ ہم نے چوائس نہیں دیا - چوائس نہیں دیا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں لیکن کیوں نہیں دیا - یہ ہمارا سوال ہے ؟ لہذا میں نے اس رزولیوشن میں یہ امنڈمنٹ لایا ہے -

اب نان گزیٹیڈ ملازمین کے لئے نیو اسکیلس کتنے انجوریس (Injurious) ہیں یہ بتلانے کی میں کوشش کرونگا - شارٹ نوٹس کوئسچن کے وقت بھی میں نے یہ بتلانے کی کوشش کی تھی کہ انکو اوس سے کتنا نقصان ہوتا ہے - اس وقت میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ بتلانا چاھتا ہوں کہ ریاست حیدرآباد میں جو نیو اسکیلس انٹراڈیوس کئے جارہے ہیں وہ مدھیہ پردیش اور بمبئی کے اسکیلس کے نمونے پر ہیں لیکن انکو بھی پوری طرح نقل نہیں کررہے ہیں - وہاں تین روپیے سالانہ چھوٹے گریڈ کے لئے انکریمنٹ (Increment) ہے - لیکن یہاں ڈھائی روپئے دیا جارہا ہے - وہاں سپرنٹنڈنٹ کے لئے پندرہ تا بیس انکریمنٹ ہے اور یہاں آٹھ تا تیرہ روپیے آٹھ آنے رکھا گیا ہے - جب آپ دوسرے اسٹیٹس کے اسکیلس کو یہاں پرلاگو کرتے ہیں تو پھر پوری طرح کیوں لاگو نہیں کرتے - ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ پوری طرح اسکیلس لاگو کئے جائیں -

[Mr. Deputy. Speaker in the chair]

تیسری چیز جیسا کہ ابھی ایک آنریبل ممبر نے تفصیل سے بتلایا لاس آف پے (Loss of pay) کسطرح ہوتا ہے - جوگریڈ پہلے ۱۰۰ حالی کا تھا اسکے

۱۲۹-۸-۰ روپیه کلدار هوتے هیں تو اوسے ۱۲۵-۰-۰ کردیا گیا هے - اس سے انکا اکیومیلیٹیو لاس سالانه ۳۲-۱۲-۰ روپیے هوتا هے - اسی طرح فرسٹ گریڈس کا جہاں ۲۲۵ حالی اسکیل تھا انہیں ۱۷۰ کلدار کیا گیا هے جسکی وجه سے (۲۷۴-۵-۰) روپئے انیول لاس (Annual loss) هوتا هے۔ آنریبل منسٹر نے اس وقت یه کہا تھا که جو لاس (loss) هورها هے اسکو پرسنل پے (Personal pay) سے کمپنزیٹ (Compensate) کررهے هیں - مجھے یه بتایا گیا هے که وه ایک سال کی حد تک هی رهے گا لیکن اس لاس (Loss) کا جو اثر هے وه سال به سال هوگا کیونکه جو انکریمنٹ سالانه ملےگا وه تو اپنی جگه ملتا رهےگا اور یه فرق بھی حسب حال برقرار رهےگا - اور یه سال به سال چلتا رهےگا - اس وقت انہوں نے یه وعده کیا تھا که اسکو کمپنزیٹ کرنے کی کوشش کرینگے - میں یه چاهتا هوں که اس سلسله میں حکومت اپنی پالیسی کا صاف صاف اعلان کرے اور یه بتلائے که کس طور پر اس سچویشن (Situation) کو میٹ (Meet) کرنے کی کوشش کررهے هیں ؟

تیسری چیز جو نیو اسکیلس (New scales) کے تحت نان گزیٹڈ امپلائز (Non-Gazetted-employees) پر اثر انداز هونے والی هے وه ڈی گریڈنگ (Degrading) یا ڈاؤن گریڈنگ (Down grading) هے - پہلے جو اکونٹنٹ کا گریڈ تھا وه ۲۲۵ تا ۴۰۰ حالی تھا لیکن اب اسکو ۱۷۰ تا ۳۲۰ کلدار کیا گیا هے جسکی وجه سے ۲۳ روپیے کا لاس هوتا هے۔ ایک کامن سنس (Commonsense) کی بات هے که جو نیو اسکیلس هم انٹروڈیوس کررهے هیں اسکا اثر آئنده جو اپوائنٹمنٹس (Appointments) هونگے یا جو پروموشنس (Promotions) هونگے ان پر پڑنا چاهئیے - لیکن اسکا اثر اب جو کام کر رهے هیں ان پر پڑرها هے - اسکی وجه سے جو لاس هورها هے وه کنسیڈریبلی (Considerably) بہت زیاده هے یه میں آنریبل منسٹر کو بتلانا چاهتا هوں - سنٹرل کمیشن نے اور پے اینڈ سرویس کمیشن نے بھی اس بات کو مان لیا تھا که اکونٹنٹ کی ذمه داری دوسرے نان گزیٹیڈ امپلائز سے زیاده هے کچھ مانیٹری (Monetary) اور فینانشل ذمه داری ان پر هوتی هے - اور یه که وه ایک ٹیکنیکل قسم کا جاب (Job) هے چنانچه انکے کام کی اهمیت کے مد نظر ایک خاص گریڈ انہیں دیا گیا تھا - جہاں گزیٹڈ امپلائز کا معامله هوتا هے تو اوسے ٹیکنیکل کہکر جیسے کا ویسا برقرار رکھتے هیں جس طرح کے سیلس ٹیکس آفیسر کے بارے میں کیا گیا - لیکن جب اوسی آفس کے وهی سیلس ٹیکس آفیسر کے تحت کام کرنے والے اکونٹنٹس کا سوال آتا هے تو اسی اصول کو کیوں برقرار نہیں رکھا جاتا - اسکا ٹیکنیکل اسپکٹ (Technical aspect) کہاں چلا جاتا هے - جب هم ایک عہده کے لئے ایک اسکیل ٹیکنیکل اسپکٹ کو مدنظر رکھتے هوئے مقرر کرتے هیں تو اسی آفس کے دوسرے لوگوں کے لئے ٹیکنیکل اسپکٹ کو کیوں مد نظر نہیں رکھنا چاهئے - اسکا منسٹر صاحب جواب دیں -

اس سے پہلے میں نے کہا ھے کہ حیدرآباد سیول سرویس رولس کے دفعہ ۱۰۸ کے تحت آپشن (Option) دینا چاھیئے - اس دفعہ ۱۰۸ کی کیوں پابندی نہیں کی گئی اسکا حکومت جواب دے - حکومت ھمدردانہ غور کرنے کے لئیے کیوں تیار نہیں ھوتی - وہ پرانا اٹیٹیوڈ (Attitude) جو ڈیمانڈس کونہ ما ننے کے لئیے انہیں ریجکٹ (Reject) کرنے کے لئیے ھرتا ھے کیوں اختیار کررھی ھے - اس دفعہ کے تحت ھائیکورٹ میں چیلنج کرنے کا ملازمین کو حق پیدا ھوتا ھے - ایسی نوبت نہ آنے دیکر حکومت آپشن دے کہ چاھے ملازمین پرانے گریڈس لیں یا نئے گریڈس -

مجھے میمورنڈم کو تفصیل سے پڑھنے کا موقع ملا ھےاور اس سلسلہ میں شارٹ نوٹس کوئسچن کےضمن میں بھی میں نے سوالات کئیے ھیں - اس سے جو ایفکٹ (Effect) ھونے والا ھے وہ یہ ھے کہ ایک تھرڈ گریڈ کلرک جس کا اپوائنٹمنٹ نیو اسکیلس کے تحت عمل میں آنے کے بعد ھوگا وہ کنسیڈریبلی اچھے پوزیشن میں رھتا ھے بہ نسبت ایک ایسے کلرک کے جس کی سرویس ایک سال کی ھے اس طرح پرانے کام کرنے والوں پر، اس کا برا اثر پڑتا ھے -

"A Graduate 3rd Grade Clerk who would enter service after August 1954, would draw I. G. Rs. 55/- as basic pay, while another Graduate having put in about a year's service would get only I. G. Rs. 50/- as basic pay."

یہ کہاں کا انصاف ھے میری سمجھ میں نہیں آیا - اس تعلق سے تفصیلی طور پر ڈی مانی ٹائزیشن وغیرہ کے بارے میں بھی کہا گیا ھے - گذشتہ مرتبہ جب ڈی مانی ٹائزیشن کا سوال ھاؤز کے سامنے آیا تو اس کے ایفکٹس کو نیوٹرلائز (Neutralise) کرنے کے لئیے جو سجیشن دیا گیا تو اوس وقت کے آنریبل منسٹر فار فینانس نے کہا (Let us see what happens) تو اب ھم دیکھ رھے ھیں اور دیکھ چکے ھیں - بجائے اس کے کہ جو تنخواھیں ھیں ان کو ایکولینٹ (Equivalent) کیا جائے یا اس میں کچھ اضافہ کرکے دیتے گھٹایا جارھا ھے - یہ ملازمین کے لئیے بیحد سختی کا باعث ھے - اس لئیے ھمارا ڈیمانڈ ھے کہ کم از کم دس پرسنٹ کا اضافہ کیا جائے - اور ایسا نہ کرتے سے جو فرسٹریشن اینڈ اجیٹیشن (Frustration and Agitation) ھے وہ حکومت کے پیش نظر رھنا چاھیئے اور حکومت کو ایک عقلمندانہ قدم اٹھانا چاھیئے -

* شری انا جی راؤ گوانے (پربھنی) :- مسٹر اسپیکر سر - آج جو رزولیوشن ھاؤز کے سامنے آیا ھے اس کے تعلق سے آنریبل ممبرس نے جو ریوائزڈ اسکیلس ھیں وہ کس طرح کم ھیں اگزامپلس (Examples) سامنے رکھتے ھوئے ھاؤز کو معلومات بہم پہنچائے ھیں - میں اس میں اور ایک چیز کا اضافہ کرنا چاھتا ھوں اور وہ ھاؤز اور خاص طور پر گورنمنٹ پارٹی کے سامنے رکھنا چاھتا ھوں - کانسٹیٹیوشن کے

آرٹیکل ۴۳ میں یہ کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ گورنمنٹ لیجسلیشن یا کسی اور ذریعہ سے کسی ورکر کو سکیوریٹی آف ورک (Security of work) دے گی۔ لیونگ ویج (Living wage) کی سکیوریٹی دیگی ۔ اور ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضمانت دی گئی ہے کہ لیونگ ویج ایسا رہے کہ جو ایک ڈیسنٹ اسٹانڈرڈ آف لائف (Decent standard of life) کہا جاسکے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر کانسٹیٹیوشن کے ہمارے پاس لاگو ہونے کے بعد کیا اسٹیٹ گورنمنٹ نے ورکرس کو یا ایسے اسپلائز کو جنہیں نان گزیٹیڈ اسپلائز یا منسٹیریل اسٹاف کہا جاتا ہے یہ گیا رٹی پوری کی جارہی ہے ۔ ان ملاز مین کے لئے جن کی ویجس کے تعلق سے کئی کمیٹیاں قائم ہوئیں ۔ انکوائریز (Enquiries) ہوئے لیکن ان کے سفارشات پر کیا عمل کیا گیا ۔ ہمارے سامنے یہ چیز ہے کہ ان سفارشات کو اسپلیمنٹ (Implement) نہ کرتے ہوئے یا جو لیونگ ویج اب مل رہی ہے اس کو باقی نہ رکھکر اس کو ریوائز کرکے کم کرنے کی کوشش کررہی ہے ۔ ایک نہیں کئی مرتبہ ہاؤز میں کرٹیسیزم کیا گیا کہ ہمارے یہاں کا اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی ہے اور اس میں کمی کی جانی چاہیئے اور ان کے نیچے کا جو طبقہ ہے جنہیں ہم نان گزیٹیڈ اسپلا ئز کہتے ہیں انکی ویجس میں اتنا اضافہ کرنا چاہئے کہ وہ ایک ڈیسنٹ لائف بسر کریں ۔ ورنہ جب تک جو ایفیشنسی ان میں ہونا چاہیئے وہ نہیں آسکتی اور نہ کرپشن کم ہوسکتا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ سخت سے سخت کرٹیسیزم کے باوجود بھی سہولتیں ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہیں جنہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی ہیں ۔ اگر ان کے اسکیلس ریوائز بھی ہوتے ہیں تو بہت کم اکانمی کی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ انہیں آپشن دیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا انہیں چوائس دیکر یہ کہتے ہیں کہ چاہے پرانے گریڈس قبول کریں یا نئے ۔ لیکن فورتھ کلاس اسپلائز یعنی نان گزیٹیڈ اسپلائز کو یہ چوائس نہیں دیا جاتا ۔ جیسا کہ اس سے پہلے ایک کمیشن نے فیکزیشن آف ہائیر پے (Fixation of Higher pay) کے لئے رکمنڈیشن (Recommendation) کیا ہے اس کو تو قبول کیا جاتا ہے لیکن نان گزیٹیڈ اسپلائز کے تعلق سے اس کو قبول نہیں کیا جاتا ۔ انہیں کوئی آپشن نہیں دیا جاتا ۔ اس سے پہلے جب او۔ یس کرنسی (O. S. Currency) اور آئی ۔ جی کرنسی (I. G. Currency) کا سوال ہاؤز کے سامنے آیا تھا تو اس وقت ہم نے یہ کہا تھا کہ نان گزیٹیڈ آفیسرس یا مینسٹریل اسٹاف پر انکی ضروریات زندگی کے لحاظ سے اس کا بہت برا اثر پڑنے والا ہے ۔ کنورشن (Conversion) کی وجہ سے ان کے اخراجات میں اضافہ ہورہا ہے ۔

گورنمنٹ روائیزڈ اسکیلس میں میں ان باتوں کو ملحوظ رکھکر ان کی پے (Pay) بڑھاتی یا کم از کم وہی پے رکھتی اور ایکولنٹ آئی ۔ جی (Equivalent I. G.) میں دیتی ۔ لیکن اس میں مزید کمی کی جاتی ہے ۔ اس کمی کی وجہ سے سنٹرل گورنمنٹ کے ڈپارٹمنٹس سنٹرل اکسائیز سنٹرل انکم ٹیکس وغیرہ اور ہماری حکومت کے ملازمین

کی تنخواہوں میں کتنا فرق ہوتا ہے میں بتلاتا ہوں ۔ سنٹر کے لوور ڈویژن کلرک (Lower Division clerk) جو یہاں کے تھرڈ گریڈ کلرک کے مساوی ہیں اس کو ڈی ۔ اے ۔ اور بیسک پے ملا کر ۱۰۵ روپیئے ملتے ہیں ۔ بنکس کے اسی درجہ کے کلرکس کو ۱۱۲ روپیئے ملتے ہیں ۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس کے کلرک جو بی ۔ اے پاس ہونے پر بھی ۷۴ یا ۷۵ روپئے ملتے ہیں ۔ اس طرح اگر کوئی شخص اسٹیٹ گورنمنٹ میں کام کرنے کی بجائے سنٹرل گورنمنٹ میں اسی درجہ پر کام کرے تو اس کو ۳۱ روپیئے زیادہ ملتے ہیں اور بنک میں ۳۸ روپیئے زیادہ ملتے ہیں ۔ اتنا بڑا فرق ہے ۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے پاس کے ملازمین کو کیا انکریجمنٹ (Encouragement) ملیگا ۔ سنٹرل گورنمنٹ کو ۷۹ روپئے یعنی ہمارے پاس کے کلرک کے مقابلہ میں ۵ روپیئے زیادہ ملتے ہیں ۔ ان لوگوں کو جو دوسری فیسیلیٹیز اور الونسز ہیں وہ تو ایک طرف ہیں لیکن بیسک پے کا یہ حال ہے ۔ اتنا بڑا ڈفرنس رکھنے کے بعد آپ کیا توقع کرسکتے ہیں کہ ایک مڈل کلاس کا فرد جو مجبور ہو کر آپ کے پاس ملازمت کرنے آتا ہے کیا خوشحال زندگی بسر کرسکیگا ۔ اس کے بچوں کی تعلیم ہے دوا ہے خاندان کی پرورش ہے ۔ کیا حال ہوگا ۔ گورنمنٹ یہ سہولتیں بہم پہونچانا تو ایک طرف انکی تنخواہوں میں مزید کمی کرتی ہے ۔ اور پھر دوسری جانب گزیٹڈ آفیسرس کا مسئلہ آتا ہے تو انہیں چوائس دیا جاتا ہے ۔ ایک کوئسچن کے جواب میں آنریبل فینانس منسٹر نے کہا کہ گزیٹڈ آفیسرس کو کئی لاکھ روپیئے بقایا دینا پڑیگا . .

श्री. वि. के कोरटकर :—कौनसे क्वश्चन के दौरान में मैंने यह कहा था कि अुनको बकाये के तौर पर हमें कअी लाख रुपये देने पड रहे हैं ? मुझे तो ख्याल नहीं है ।

شری انا جی راؤ گوانے :— میں سمجھتاہوں کل یا پرسوں ایک سوال پوچھا گیا تھا ۔ فینانس کے اسسٹنٹ سکرٹری . . . .

श्री. वि. के. कोरटकर :—कल तो अितवार था और परसों शनिवार था । जिसके बारें में मैंने तो कोअी जवाब नहीं दिया, और जिन दिनों को मैंने कोअी जवाब ही नहीं दिया । डिप्टि मिनिस्टर साब जवाब दे रहे थे । मैंनें अैसा कभी नहीं कहा कि अुन्हें कअी लाख रुपये देने पड रहे हैं । अुनको कोअी बकाया नहीं दिया गया ।

شری انا جی راؤ گوانے :— خیر میں وہ دن تو نہیں بتلا سکتا آپ انکار کیجئیے کہ گزیٹیڈ آفیسرس کو بقایا نہیں دیا جارہا ہے ۔ اس طرح گزیٹیڈ آفیسرس کو تو اختیار دیا جاتا ہے اور نان گزیٹیڈ آفیسرس کو مجبور کیا جاتا ہے ۔ مجھے ایوان پر واضح کرنا ہے کہ اگر ہم کوئی قانون بناتے ہیں کچھ پالیسی بناتے ہیں تو اس کو امپلیمنٹ کرنے والا یہی نان گزیٹڈ آفیسرس کا طبقہ ہے ۔ وہ سکرٹریز نہیں ہیں جو ہزاروں روپیئے تنخواہ لیتے ہیں ۔ بلکہ یہی نان گزیٹڈ کلرکس ہیں ۔ اگر انہیں اس طرح معاشی پستی میں رکھا جائے تو وہ کرپشن پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ اور انکی افیشنسی بھی بڑھ نہیں سکتی ۔ وہ اپنی پکار آپ کے کانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ کے کان بہرے ہوجاتے ہیں ۔ ان کے پاس سے

کوئی مطالبہ یا شکایات آتے ھیں تو آپ انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینکدیتے ھیں۔ اور اونچے طبقے کا کوئی مسئلہ سامنے آتا ھے تو بڑی فراخدلی بتائی جاتی ھے۔ ھم یہ کہتے آئے ھیں کہ آپ کا اکسپنڈیچر ٹاپ ھیوی ھے۔ آپ کے سکرٹریز اور اسسٹنٹ سکرٹریز آپ سے زیادہ پگھار لیتے ھیں ......

شری کے۔ اننت ریڈی :— نیو اسکیاس بھی تو ان ھی لوگوں کے بنائے ھوئے ھیں۔

شری انا جی راؤ گوانے :— ھاں ۔ گورنمنٹ کے سامنے نان گزیٹڈ آفیسرس کی جانب سے میمورنڈم پیش ھوا ھے۔ ان کی مانگیں بہت بڑی یا غیر واجبی نہیں ھیں ۔ وہ یہ نہیں چاھتے کہ آپ کی ٹریژری پر کوئی بہت بڑا بار ڈالا جائے۔ اور وہ بار آپ کے لئیے ناقابل برداشت ھوجائے۔ انکی مانگیں انکی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئیے ضروری ھیں ۔ مجھے وشواس ھے کہ گورنمنٹ ان مانگوں پر ھمدردانہ غور کریگی ۔ اور ھاؤس میں ان مانگوں کو قبول کرنے کی نسبت آمادگی ظاھر کی جائیگی ۔

Shri V. B. Raju (Secunderabad-General) : Sir, I have not stood here to controvert the arguments of the hon. Members who have spoken in favour of the resolution and who have at length explained the implications.

But I thought it necessary to bring home this point, particularly, the financial aspect of the scheme.

I do not know why the Association of the Non-Gazetted Employees have treated the Congress Members as untouchables and why they have not apprised them of facts and figures. Unfortunately, we are kept in darkness by both sides; and if the Non-Gazetted Employees' Association has taken the trouble of educating or enlightening the members of the Congress Party...

Shri Syed Akhtar Hussain : It is not correct to say so. We took initiative and got the information froom them.

Shri V. B. Raju : I do not think that the hon. Member should take so much trouble, because the non-Gazetted Employees' Association is a collective body and it has got the strength to make a collective bargaining. It is not necessary for any hon. Member of this House to go to the rescue of any collective body as such a body has got the inherent strenght. The principle of Trade Union is its assertion by its own strength. Hon. Members of the House should not take undue responsibility on their shoulders in going to their rescue, because it is not the Congress Party or the sixteen members of

the Government that are going to take the responsibility for them. I have often submitted very respectfully that all the 175 members of this House including the Speaker have a responsibility—a collective responsibility—to keep the interests of the people always safe. But that does not mean that we should ignore the interests of a section of the services which works hard and which has been serving the Government honestly and loyally.

I cannot agree with the proposition that a man's honesty or dishonesty can be purchased for 4 or 10 or 40 rupees. It is too much to promise the Government or the people-at-large that, by paying the services,—say Rs. 20 or Rs. 21/-, those who, in the opinion of the hon. Members, have been dishonest hitherto would turn honest. Firstly, that hypothesis is wrong. To make an over-all charge that the N. G. Os. are dishonest is not fair. Secondly, the conclusion is wrong that by increasing their salary by a few more rupees, they turn out to be honest.

Shri Annajirao Gavane : The hon. Member is not correct. We did not make any such charges. But, on the other hand, what has been suggested is that enhancement of salaries is one of the ways of removing corruption and turning the services to be more efficient.

Shri V. B. Raju : I have not said that the hon. Member has based his arguments on that. It is an incidental reference.

Even about efficiency also, it is incorporated in the resolution. When we talk about basic wage, we must connect it with their living standards. Let us not consider that a man who works for more number of hours must have a higher basic pay. The basic wages or basic emoluments are not ever related to the time one works or to the energy one expends. It is for his living that we provide for. Therefore, we have to approach the subject from an altogether different angle.

We are not less sympathetic towards the N.G.Os. We are as sympathetic with the N.G.Os. as the hon. Members of the Opposition, if not more. We appreciate and respect the sentiments expressed by the Members of the Opposition and we do not grudge that a resolution has been brought up be-

fore the House in this regard. But the difficulty is that we have not been fully apprised the facts and we have not been able to collect all the relevant facts and figures in the short time available for us, as we did not expect the resolution to come up for discussion here today. I have tried to gather some figures in this respect in the short time available, which I shall place before the House.

The number of N.G.Os. is 92,636. Their basic salary amounts to Rs. 7,62,27,000 per year. This number consists of all categories. The resolution envisages an increase of $16\frac{2}{3}\%$ in the salaries of third-grade employees, and for others, *i. e.*, for those above third grade, 10%. If the increase of $16\frac{2}{3}\%$ is agreed to all, the excess amount payable works out to Rs. 1,27,04,500. If we restrict the increase for the second and third grade employees by 10% only, the amount will be in the neighbourhood of 1 crore of rupees. Then, if dearness allowance and house rent allowance are also given in equal I.G., the figure works out to Rs. 41,15,000. All put together it may be in the neighbourhood of Rs. $1\frac{1}{2}$ crores. This is subject to correction. If any hon. Member takes the trouble of giving me the correct figure, I shall be very glad. But my point is, even though we have got full sympathy with the N. G.Os., from where can we find this money? I think the hon. Minister for Finance should leave the problem for the Opposition to solve ; it would be better if the hon. Minister, instead of saying that he is not in favour of paying the N.G. Os. more salaries, says that he is in favour of paying the amount, but let the opposition find the money for the purpose. We will not be able to raise the money through more taxation ; I have already indicated this in my speech on an earlier occasion. If the hon. Minister comes forward with a proposal to abolish customs and surcharge, customs fully and surcharge partly, the loss of revenue will be about 1,20,00,000. I am afraid this money may not be raised through the proposals that have been brought up for leavying sales-tax on new items. Foregoing a revenue which is already there and trying to make it up through a new tax structure is very difficult. Judging from this angle, the proposal before us that the salaries of N.G.Os. should be enhanced by $16\frac{2}{3}\%$ or that the emoluments that are being paid in O.S. should be paid in equal I.G. may not be accepted by the Government in its present financial position. I have had occasion just to exchange views with the members of my own party. Nobody is against this ; everybody is sympathetic with the lower-

paid servants and the great hardships that they are undergoing, but the difficulty is about the necessary finance.

But some of the other points which have been raised are very important and need sympathetic consideration. It appears from the arguments of some of the Members that some sort of downgrading is done when the conversion has taken place from O.S. to I.G. If it is so, it should be rectified. At least we should see that the N.G.Os. get the same emoluments and scales as they were getting before conversion. This must be accepted by Government and the Government should endeavour to accommodate them. What I knew informally was that the difference, while converting the scales, was very little and that this amount was being paid in the form of personal pay, and that in the next promotion or increment this would be absorbed, or something of that kind. But whatever it is, I think there is room for compromise and accomodation with the non-gazetted employees. I do not know what transpired between the N.G.Os. Association and the Government and what has been the result of their discussions. In my opinion, the Assembly should interfere only when there is a failure and it is healthy that we leave it to the N.G.Os. to bargain with the Government. I think the Government has recognised the Association and they have been negotiating with it, but are all the hon. Members aware that the negotiations have failed. That point has not been clearly dealt with. The non-gazetted Employees Association can sit with the Government and try to impress upon the Government that injustice has been done in respect of conversion.

Then there was the argument that while the gazetted employees were given option, why should not the N.G.Os. also be allowed to exercise option. An amendment was also moved to the resolution in this respect. There is no question of giving option to the non-gazetted employees. My contention is that equivalent I.G. scales must be given and when equivalent I.G. scales are given, there is no question of option. If any revision of scales takes place it is only for new entrants. For the old incumbents the same scales of pay (in equivalent I.G.) must continue, and in the course of conversion, if some difficulty is experienced, for instance in rounding off some figures or in bringing up certain scales of pay to conform with those obtaining in the neighbouring States or something of the type, if any injustice has taken place it must be made up. I am sure the hon. Minister will consider this sympathetically.

Then, about consolidating the basic pay and the dearness allowance or merging a portion of the dearness allowance with basic pay, it is no use making a comparison with the Central Government. Again I have to plead before the House that we should fix up certain amount or certain percentage of the expenditure of the budget to be utilised for non-developmental purposes. Supposing our budget receipts amont to Rs.26 or 28 crores, we should decide what is the percentage- - 40, 50 or 60 per cent, whatever it is—that should be fixed for non-developmental activities. On one side, we plead that the non-developmental expenditure is going up and on the other we plead for such things as the raising of scales and merger of Dearness Allowance with basic pay etc. When the dearness allowance is merged with the basic pay, many things will be effected, i.e. pension, gratuity, and so many things. This question should also be examined. Let us sit together, or let the Leader of the Opposition take an opportunity to discuss with the hon. Minister for Finance to know about the financial implications. I wanted to know what the financial implications are, but that information has not been supplied by the Opposition Members and I was not enlightened on it.

The adverse effect on account of conversion of scales into I.G. in one case, one of the hon. Members explained, was more than Rs. 20/-, in the first grade, or something of the kind. This is too much. The merger of a portion of dearness allowance or full Dearness Allowance with the basic pay, is also a problem and has to be examined from a wider angle.

About the increased cost of living due to demonetization, the House will remember that when the Demonetization Bill was being discussed here, many members have expressed such apprehensions, but still it has not been revealed what exactly has been the effect of demonetization. The wage boards are there and their reports have not yet come and the state of things is still not known to us. No hon. Member was clear on this point, as to what exactly has been the increased cost of living and what is the extra percentage over the index that was obtaining before demonetization. So, I can only, at this moment, request the Finance Minister or the Government to consider the matter sympathetically and to see that no injury is caused to any one or no reduction takes place in this conversion and also no downgrading takes place, and the emoluments of the N.G.O's. that are obtained before are not disturbed. Generally there should be no discontent, because no political

party can carry on a Government with its discontented services.

It is so unfortunate that the middle class employees, particularly in the last few months, have been compelled to take to strikes. Everybody knows that the bank employees, as a matter of fact, have been compelled, or the whole thing has been done in such a manner that the bank employees had to stage a token strike on the 23rd instant. If the non-Gazetted employees in Hyderabad feel that the Government is not doing justice, it is not a healthy thing for the people, not only for the Congress, but for the people at large. Even if tomorrow the other political party now sitting in opposition, comes into power, it has also got to keep them satisfied and conduct the administration. The opposition and the ruling party must find ways and means to keep the services contented. The only criterion is that the salaries have to be paid in equal I.G. Currency is the financial capacity of Government. I hope the Government will bear in mind the other point which I had already stressed, *viz.* that no disadvantage or loss should be caused when the scales are converted into I.G.

* شری اناراؤ گن مکھی (افضل پور) :— مسٹر اسپیکر سر۔ جو رزولیوشن پیش کیا گیا ہے اوسکے متعلق مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ.....

شری شرن گوڑہ انعامدار :— میں جب لیڈر آف دی ہاؤز سے ملا تو مجھے ان سے معلوم ہوا تھا کہ آنریبل فینانس منسٹر جواب دینگے ۔ اگر آنریبل فینانس منسٹر جواب دیں تو انکے لئے وقت چاہئے لیکن اب وقت اتنا کم ہے کہ اگر دوسرے ممبرس کو تقریریں کرنے کا موقع دیں تو آنریبل منسٹر کو جواب کے لئے وقت نہیں ملیگا اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق بحث کے لئے آنریبل ممبرس کو اب وقت نہیں دیا جانا چاہئے ۔

شری اناراؤ گن مکھی :— میں صرف پانچ منٹ میں اپنی تقریر ختم کردونگا ۔

شری شرن گوڑہ انعامدار :— آنریبل فینانس منسٹر اپنی جوابی تقریر کرینگے یا نہیں ؟

شری اناراؤ گن مکھی :— اگر دوسرے آنریبل ممبرس کو بھی اپنے خیالات کے ظاھر کرنے کا موقع نہ دیں تو کیسے ہوگا ؟

श्री. वि. के. कोरटकर :—बहुतसारे लोग बोलनेवाले हैं। मैं कहना चाहता हूं कि रूल्स ऑफ प्रोसिजर जो हैं वैसाही चलना चाहिये। यदि आप मेरा जवाब सुनना चाहते हैं तो मैंने पहले ही कह दिया है कि अेन. जी. ओज. का जो मेमोरेंडम है अुसके बारें में अुन्हें मुलाकात देनेवाला हूं, और अुनसे बातचीत करूंगा। लेकिन यह आपने जो रेजोल्यूशन लाया है अुसकी वजह से नही हो रहा है। आप

रेजोल्यूशन नहीं भी लाते तो भी मैं उनसे बातचीत करनेवाला था। मैंने पहले ही कहा है कि मैं दूसरे लोगों के ख्यालात सुनना चाहता हूं। मेरा जवाब तो मैंने पहले ही दिया है।

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردن - عام) :— رزولیوشن جس لئے پیش کیا گیا ہے اوسکا نتیجہ نہیں نکلا -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— آپ پانچ منٹ میں اپنی تقریر ختم کیجئے -

شری اناراؤ گن سکھی :— میں پانچ منٹ میں ختم کردونگا -

اب تک جتنے پوائینٹس آئے ہیں ان پر بحث نہیں کرونگا - صرف چند ایسی باتیں جنکے متعلق اب تک نہیں کہا گیا ہے عرض کرونگا - آنریبل ممبر فار سکندرآباد نے کہا کہ گورنمنٹ کے پاس فینانسس نہیں ہیں - اس رزولیوشن کی جو اسپرٹ ہے اوس سے سب کو ہمدردی ہے - این - جی - اوز (N. G. O s.) کے متعلق بھی سبکو ہمدردی ہے - میں آنریبل منسٹر کی خدمت میں صرف ایک سجیشن دینا چاھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس پاپولر منسٹری کے آنے کے بعد گزیٹیڈ ملازمین کے اسکیل آف پے جو ریوائیز ہوئے ہیں وہ پہلے ہی ہوئے ہیں جو اسکیل آف پے گزیٹیڈ ملازمین کے ہوئے ہیں اوس میں اگر کمی کیجاسکتی ہے تو کمی کرکے نان گزیٹیڈ ملازمین کی تنخواہوں پر نظر ثانی کرنی چاہئے - یہ ظاہر ہے کہ گزیٹیڈ ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی تناسب نہیں ہے - مثلا میں کہونگا کہ منسٹر کو ساڑھے بارہ سو روپیہ ملتے ہیں اور اونکے مقابلہ میں سکریٹریز کو دو ہزار روپیہ ملتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ پاپولرمنسٹری کے زمانے میں گزیٹیڈ ملازمین کی شروع تنخواہ سے متعلق چھان بین ہونی چاہئے میں کہونگا کہ انکی تنخواہوں پر ریویو (Review) کرنے کے بعد جنکی تنخوا ہوں میں کمی کی گنجائش ہے انکو کم کرنا چاہئے - میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح این جی - اوز (N. G. Os.) کیلئے بچت نکل آئیگی دوسری چیز یہ کہ ڈیرنس الونس کے (۵۰) پرسنٹ کو بیسک پے میں مرج (Merge) کرنا چاہئے اوسکے علاوہ جوائنڈمنٹ آئی ہے وہ بھی واجبی ہے - جب گزیٹیڈ ملازمین کو آپشن دیا گیا تھا کہ آپ چاہیں تو اولڈ رولس لے سکتے ہیں یا نیو رولس ایسا ہی آپشن نان گزیٹیڈ ملازمین کو بھی دینا چاہئے - اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں آنریبل منسٹر نے کہا تھا کہ کچھ حسابی مشکلات واقع ہورھی ہیں ایسا آپشن نہ دینے میں حسابی مشکلات ہیں - میں کہونگا کہ جسطرح گزیٹیڈ ملازمین کو آپشن دیا گیا ان لوگوں کو بھی دینا چاہئے - یا اون کا اسٹیٹس کو (Status quo) میٹنین کرنا چاہئے - میرا جو دوسرا سجیشن ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ واقعی طور پر قابل غور ہے - اس لئے میں منسٹر صاحب سے اپیل کرونگا کہ وہ گزیٹیڈ ملازمین کی تنخواہ پر رویژن کریں اس سے کافی بچت ہوگی - میں سمجھتا ہوں کہ پاپولر گورنمنٹ کے آنے کے بعد کبھی اس مسئلہ پر نہیں سوچا گیا - اس لئے میں عرض کرونگا کہ جہاں

اسکیل آف پے زیادہ ہے اوسمیں ضرور کمی کیجائے - اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Wednesday the 22*nd September*, 1955.

P-II—9